



امام المنان شرف العلماء ابو الحسنات

محمد اشرف سیالوی زید مجید

حالِ سنہ سبکی کشیدہ دینہ ضلع جہلم



## فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۷	پیش لفظ	۱
۹	آدم علیہ السلام پر بہتان اور انکی گستاخی کا ارتکاب	۲
۱۲	حضرت سارہ علیہا السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت	۳
۱۴	حضرت خلیل اللہ کی شان میں گستاخی	۴
۱۸	حضرت لوط علیہ السلام کی شان میں گستاخی	۵
۲۰	حضرت یعقوب علیہ السلام کی شان میں گستاخی اور ان کی طرف مکرو فریب کی نسبت	۶
۲۷	یہود ابن یعقوب علیہ السلام پر بہتان اور نسب میں پراعتراض	۷
۳۰	حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ زیادتی اور ان کے تقدس پر اعتراض	۸
۳۰	حضرت ہارون علیہ السلام پر بھپڑا بنانے اور اس کو معبود قرار دینے کا الزام	۹
۳۵	موسیٰ علیہ السلام پر خداوند کی حکم عدولی کا الزام	۱۰
۳۶	حضرت ہارون پر موسیٰ علیہ السلام کی عنایت کا الزام	۱۱

نام کتاب دی ہوئی بائبل اور شان انبیاء میں گستاخیاں  
مصنف علامہ محمد اشرف سیالوی  
شیخ الحدیث دارالعلوم سیال شریف

سال اشاعت مئی ۲۰۰۱ء

تعداد ایک ہزار

ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

قیمت ۲۱۰ روپے

ملنے کے چپے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953

9۔ اکرم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

فیکس:- 042-7238010

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی۔

فون:- 021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

Green Dome International Ltd.

148-164 Gregory Boulevard, Nottingham. NG7 5JE U.K.

Tel:- 0115-911 7222 Fax:- 0115-911 7220



صفحہ	عنوان	نمبر شمار
	اور خدا کے غضب کے بھڑکنے کا بہتان	
۳۸	داؤد علیہ السلام کی شان میں گستاخی	۱۲
۴۳	داؤد علیہ السلام کے بیٹے المنون پر بہن کے ساتھ دست درازی	۱۳
	کا الزام	
۴۵	سلمان علیہ السلام کی شان میں گستاخی	۱۴
۴۹	ایلیاہ نبی کی شان میں گستاخی	۱۵
۵۱	یسعیاہ نبی کی شان میں گستاخی	۱۶
۵۳	سزقی ایل نبی کی شان میں گستاخی	۱۷
۵۵	نبی کی طرف جھوٹ اور فریب کاری کی نسبت	۱۸
۵۸	مسیح علیہ السلام کی طرف اس کی بے ادبی کی نسبت	۱۹
۶۲	مسیح علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ سے شکایت کا الزام	۲۰
۶۴	انبیاء سابقین کی توہین کا الزام	۲۱
۶۶	شریعت کو لعنت اور حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی قرار دینا۔ العیاذ باللہ	۲۲

## پیش لفظ

انبیاء و رسل علیہم السلام وہ مقدس ہستیاں ہوتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنی نیابت و خلافت کے لئے منتخب فرماتا ہے اور ان کو لوگوں کی رشد و ہدایت اور تہذیب و تربیت کا فریضہ سونپتا ہے اور ان سے تعمیر انسانیت کا کام لیتا ہے وہ لوگوں کو پاکیزہ نظریات و اعمال اور بلند اخلاق اور کامل صفات کے ساتھ بہرہ ور کرتے ہیں اور انہیں اپنے خالق ستیقی سے ملاتے ہیں "قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَ اٰلَ اِبْرٰہِیْمَ وَ اٰلَ عِمرٰنَ عَلٰی الْعَالَمِیْنَ" "جسے شک اللہ تعالیٰ نے آدم و نوح اور آل ابراہیم کو سب جہان والوں پر منتخب کر کے فضیلت دی۔"

ان کے اس منصب کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خود بلند کرداری، عالی ہمتی اور حسن اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہوں اور خدا تعالیٰ کے دین اور شریعت کا چلتا پھرتا نمونہ، تاکہ ان کی پیروی میں سب کو نجات کی ضمانت ہو جائے اور دنیا و آخرت میں سرخروئی کی سند اور یہی اسلام اور قرآن کا اعلان ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" اور اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحِبُّبُكُمْ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔" الی غیر ذلک من الآیات۔

... لیکن .... اس کے برعکس بائبل کو دیکھیں تو سرعید و نقض اور کمزوری و کوتاہی سے انبیاء کا دامن آلودہ نظر آتا ہے اور اعتقاد و عمل دونوں میں ان کو ایک عام



انسان اور بشری مانند دکھایا گیا جس کو اپنے خالق و مالک کی رضا کی بجائے اپنے نفس کو خوش رکھنا زیادہ محبوب اور پسندیدہ نظر آتا ہے۔ ہم نے ایسی چند عبارات ذکر کر کے اسلام و قرآن اور عہد قدیم و جدید پر مشتمل بائبل کے درمیان موازنہ پیش کیا ہے اور ناظرین کو دعوتِ فکر دی ہے تاکہ وہ خود فیصلہ فرمائیں کہ کون سا مذہب حق ہے اور کس مذہب کی کتاب عظمتِ انبیاء کی امین ہے اور کون سا مذہب باطل ہے اور اس کی کتاب عصمتِ انبیاء کے قلعہ میں نقب زنی کی مرتکب اور عوامِ اہل اسلام عیسائیت کی اس چیرہ دہی اور غلط و زیادتی کو دیکھ کر اسلام کے تقدس کا دل و جان سے اعتراف کریں اور پادریوں کی منالطاف فریونیوں کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں بلکہ انہیں بتلائیں کہ جس مسیح علیہ السلام کو ماننے کا تم دعویٰ کرتے ہو وہ تمہاری کتاب کی رو سے کامل مومن بھی ثابت نہیں ہوتا بلکہ نعوذ باللہ لعنت کا مستحق ہوتا ہے اور خدا کی تائید و نصرت سے محروم اور مال کا بے ادب و گستاخ، لہذا ہم اسلامی تعلیمات چھوڑ کر ایسی خرافات پر مشتمل کتاب اور ایسے گندے مذہب کی طرف کیونکر مائل ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے وہ اہم مقصد جس کی خاطر یہ چند سطور ہدیہ ناظرین کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اپنے حبیبِ مکرّم نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ان کو اہل اسلام کی استقامت اور عیسائیوں کی اور اہل کتاب کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین!

ان اريد الا اصلاح وما توفيتي الا بالله عليه توكلت واليه اُنيب.

## آدم علیہ السلام پر بہتان اور انکی گستاخی کا ارتکاب

- (۱) - اور آدم اور ان کی بیوی تنگ تھے اور شرماتے نہ تھے۔ (پیدائش باب ۲۵)
- (۲) - اور آدم سے اس (خلوند) نے کہا چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا اس لیے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ (پیدائش باب ۳)
- سب سے پہلے یہ امر قابلِ غور ہے کہ واقعی حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام اپنے آپ کو تنگ دیکھتے سمجھتے تھے اور ان کی اس حالت میں پھرتے شرم محسوس نہیں ہوتی تھی؟ حالانکہ خود کتاب مقدس کی رو سے یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ الزام اور بہتان باب ۲ میں ہے اور باب ۳ میں درخت کا پھل کھانے کے اثرات بیان کرتے ہوئے آیت ۲ میں یوں کہا گیا ہے ”تب دونوں کی آنکھیں کھلی گئیں اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ تنگ ہیں اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لیے لنگیاں بنائیں“ اور آیت ۷ میں اس طرح کہا ”اور خداوند خدا نے آدم اور اس کی بیوی کے واسطے چمڑے کے کڑتے بنا کر ان کو پہنائے“ ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ ان دونوں کو اپنی برائی کا احساس تھا اور نہ شرمگاہوں کا اور جو بھی اس کا احساس دشوور ہوا تو فوراً اپنے لیے لباس بنایا خواہ انجیر کے پتوں سے تیار ہو سکا۔

لیکن کتاب مقدس کے اس بیان کے برعکس اسلامی نقطہ نظر اسلامی نقطہ نظر: یہ ہے کہ وہ دونوں مقدس مہتیاں جنکی لباس میں محسوس

تھیں اور جب درخت کا پھل کھایا تو وہ لباس اتار دیا گیا تب برائی کی وجہ سے ان کو شرم محسوس ہوئی اور انہوں نے درخت کے پتے سی کر اپنے لیے لباس بنایا۔ سورہ



اعراف میں تین مقام پر اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ قَالَ تَعَالَى يَتَزَوَّجُ عَنْهُمْ اَيَّاهُمَا  
لِيُزَيِّجَهُمَا سَوَاءً تَهْمَا. شیطان دوسرے ذریعہ دانہ کھلا کر ان کے لباس اتار داتا تھا  
تاکہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھلائے "قَالَ تَعَالَى فَاِذَا لَاقَهُمَا يُعَذِّبُهُمْ فَلَمَّا ذَا قَا  
الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا شَبَّطَانُ نَعْمَا شَبَّطَانُ نَعْمَا شَبَّطَانُ نَعْمَا شَبَّطَانُ نَعْمَا  
درخت کی راہنمائی کی توجہ انہوں نے اس درخت پہل چھا تو ان کی شرمگاہیں  
ظاہر ہوئیں۔ قَالَ تَعَالَى فَاِذَا لَاقَهُمَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا. الغرض ان آیات  
سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ پہلے وہ لباس میں ملبوس تھے مگر درخت کا پھل کھانے  
کے بعد وہ لباس اتار لیا گیا اور جو نہی انہوں نے اپنی برہنگی محسوس کی تو شرم و حیا  
کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے پتوں کا لباس بنا کر اپنے مخصوص بدنی حصوں اور  
واجب الاستراعاضاء کے ستر کی فوری تدبیر کی گئی۔ قَالَ تَعَالَى طِفْطِفًا يَخْضِفُ  
عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ. لہذا یہ الزام کہ وہ ننگے تھے اور شرماتے نہ تھے سراسر  
حقیقت کے خلاف ہے اور پیغمبر کی جبلی فطرت اور مرثت کے بھی خلاف ہے۔  
جس کو خدا نے لوگوں کے لیے شرم و حیا کا درس دینے کے لیے مبعوث فرمایا ہو وہ  
کیونکر اس عظیم وصف سے عاری و محروم ہو سکتا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کھلی  
گشتاخی ہے اور لوگوں کی نظروں میں ان کو بے وقار کرنے کی ناپاک کوشش تو بالکل  
بجا ہوگا۔

**امثالی:** پر غور کرو تو ہر ادنیٰ سمجھ والا شخص یہ محسوس کرے گا کہ جس کے سبب سے  
زمین لعنتی ہو جائے وہ خود العیاذ باللہ لعنتی نہیں ہوگا؟ لازمی بات ہے  
کہ زمین کا اپنا تو کوئی قصور نہیں تھا صرف آدم علیہ السلام کے قدم پڑنے اس کا یہ خسر ہوا  
تو جس کے قدم لگتے سے زمین لعنتی ٹھہری اس کی اپنی ذات میں کس قدر عیوب و نقائص  
موجود ہوں گے اور وہ کس قدر لعنت اور بارگاہ خداوند سے دوری کا مستحق و مستوجب ہوگا

حالانکہ ان کو پیدا تو زمین کی آبادی کے لیے کیا گیا تھا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی نیابت  
کے طور پر نفاذ احکام کے لیے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ  
إِنِّيْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" اور جو اللہ تعالیٰ کا قائم مقام ہو۔ وہ زمین کے لئے موجب  
لعنت کیسے ہو سکتا ہے؟

**اسلامی نقطہ نظر:** اسلام و قرآن نے ان کے متعلق جو طریقہ اختیار فرمایا وہ انتہائی  
متوازن اور ان کے شایان شان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
"فَنَسَبْنٰی وَلَوْ عَجَدْنٰہُ عَرْمَآءَ" وہ بھول گئے اور ہم نے ان کے اندر اس حکم کی  
خلاف ورزی کا عزم اور پختہ ارادہ نہیں پایا تھا اور جو اجتہادی خطا سرزد ہوئی  
اس کے اثرات و ثمرات بطور سببیت و مسببیت جو بھی مرتب ہوئے جس طرح  
ذرا پیٹنے پر عادت مرتب ہوتے ہیں لیکن اس کا تدارک بھی کر دیا گیا۔ قَالَ تَعَالَى فَتَلَقٰی  
اٰدَمَ مِنْ رَبِّہٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْہِۨ اِنَّہٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ آدم  
علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے چند کلمات سیکھے اور ان کے ساتھ بارگاہ خداوند  
تعالیٰ میں توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا  
اور رحم کرنے والا ہے۔



## حضرت سارہ علیہا السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت

(۱)۔ پھر خداوند نے ابراہام سے کہا کہ سارہ کیوں یہ کہہ کر ہنسی کیا میرے جو ایسی بڑھیا ہو گئی ہوں واقعی بیٹا ہو گا۔ کیا خداوند کے نزدیک کوئی بات مشکل ہے جو ہم بہار میں مین وقت پر میں تیرے پاس پھر آؤں گا اور سارہ کے بیٹا ہو گا تب سارہ انکار کر گئی کہ میں نہیں ہنسی کیونکہ وہ ڈرتی تھی پر اس نے کہا تو ضرور ہنسی تھی۔

(پیدائش باب ۱۸ تا ۱۵)

اس عبارت پر خدا مقرر فرمادیں کہ حضرت سارہ باوجود ہنسنے کے منکر گئیں اور انکار کر دیا جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے ہنسنے کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی تھی تو گویا انہوں نے صرف یہ نہیں کہ خود جھوٹ بولا بلکہ اللہ تعالیٰ کی خبر کو جھوٹ قرار دیا

اور بایں ہمہ اللہ تعالیٰ کے خلیل نے ان کے ساتھ کوئی تادیبی کاروائی نہ فرمائی جس سے ان کا بھی بیوی کی رعایت میں حق خداوند تعالیٰ کو نظر انداز کرنا لازم آتا ہے۔ حالانکہ یہ امر منصب خلعت کے سراسر خلاف ہے خلیل خدا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی محبت کا غلبہ و تسلط نہ ہو۔

علاوہ ازیں یہ جو خلعت اور وجہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ڈرتی تھی یہ بھی عقل نظر سے کیونکر انکار اور منکر جانا وہاں کام دے سکتا ہے جہاں مخاطب اور متعلقہ اشخاص کو حقیقت حال کا علم نہ ہو خلیل خدا کے متعلق یہ سوچ کہ ان کو حقیقت کا کیا علم؟ حضرت سارہ جیسی شخصیت سے بہت بعید ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ تخیل بھی ناقابل تصور ہے۔ علاوہ ازیں خدا تعالیٰ سے ڈر اور خوف کا تقاضا منکر جانا تو نہیں ہو سکتا بلکہ عفو اور درگزر کا مطالبہ کرنا اس کا تقاضا ہے۔ لہذا اس عبارت میں حضرت سارہ کے عقیدہ کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ ان

کی عظمت شان کے سراسر خلاف ہے بلکہ ان پر بہتان ہے اور ان کے خداوند اور اولاد پر بھی الزام ہے بلکہ بہتان ہے۔

## قرآن مجید نے ان کا ہنسا بھی بیان کیا اور اس کا سبب بھی اور فرشتوں کا ان کی

تسلی کرنا بھی جس سے ان کا ان کے خداوند اور اولاد کی اولاد کا مرتبہ و مقام پوری طرح محفوظ ہو جاتا ہے "قَالَ تَعَالَى وَامْرَأَتُهُ قَانِئَتَا فَصَحَّحَتْ فَبَشَّرْنَا هَبَا يَسْمَعُونَ وَبَيْنَ ذَٰلِكَ اسْمَعُ يَعْقُوبُ قَالَ يَا رَبِّ لَيْسَ لِي وَلَدٌ وَآنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْضُنِي شَيْخًا ۚ هَٰذَا الشَّيْءُ عَجِيبٌ قَالُوا تَعَجَّبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْنَا ۖ هَٰذَا الْبَيْتُ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (سورہ ہود) اور ابراہیم

علیہ السلام کی بیوی کھڑی تھی پس ہنسی تو ہم نے اس کو اس کی بشارت دی اور اس کی بعد یعقوب کی اس نے کہا اے ہلاکت میری کیا میں بچے کو جنم دوں گی حالانکہ میں بالکل بوڑھی ہوں اور میرا یہ خداوند بھی عمر رسیدہ ہے بیشک یہ بات عجیب ہے فرشتوں نے کہا کیا تو اللہ تعالیٰ کے امر سے تعجب کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات تم پر ہیں۔ اے اہل بیت بیشک وہ ہمیشہ کے لئے قابل ستائش ہے اور بزرگی والا۔"

کلام مجید کے ان کلمات کو غور سے پڑھیں تو کس قدر حضرت سارہ کا دامن کذب اور غلط بیانی سے پاک نظر آتا ہے اور فائدہ ان نبوت کی کس قدر عظمت و مرتبت کا اظہار اس میں ہے لہذا بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ صرف اسلام اور قرآن نے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی انبیاء و رسل علیہم السلام کی عزت و حرمت اور عظمت و رفعت کا تحفظ کیا ہے اور دیگر مذاہب اور ان کی کتب نے الزام تراشی اور اقتدار پردازی کا کوئی موقع ملتا ہے جاتے نہیں دیا اور ان مقدس سستیوں کو بدنام کرتے ہیں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔



## حضرت خلیل اللہ کی شان میں گستاخی

”اور اُس ملک میں کال پڑا اور ابرام مصر کو گیا کہ وہاں بکا رہے کیونکہ ملک میں سخت کال تھا اور ایسا ہوا کہ جب وہ مصر میں داخل ہونے کو تھا تو اس نے اپنی بیوی ساری سے کہا کہ دیکھ نہیں جانتا ہوں کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے اور یوں ہوگا کہ مصری تجھے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ اس کی بیوی ہے۔ سو وہ مجھے تو مار ڈالیں گے مگر تجھے زندہ رکھ لیں گے۔ سو تو یہ کہہ دینا کہ میں اس کی بہن ہوں تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو اور میری جان تیری بددلت بچی رہی ہے اور یوں ہوگا کہ جب ابرام مصر میں آیا تو مصریوں نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت ہے اور فرعون کے اُمراء نے اُسے دیکھ کر فرعون کے حضور میں اس کی تعریف کی اور وہ عورت فرعون کے گھر میں پہنچائی گئی اور اُس نے اس کی خاطر ابرام پر احسان کیا اور بھیڑ بگیاں اور گائے بیل اور گدھے اور غلام اور نوذیاں اور گدھیاں اور اونٹ اس کے پاس ہو گئے پر خداوند نے فرعون اور اس کے خاندان پر ابرام کی بیوی ساری کے سبب سے بڑی بڑی بلائیں نازل کیں۔ تب فرعون نے ابرام کو بلا کر اُس سے کہا کہ تُو نے مجھ سے یہ کیا کیا؟ تو نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ یہ تیری بیوی ہے؟ تُو نے یہ کیوں کہا؟ کہ وہ میری بہن ہے؟ اسی لئے نہیں نے اُسے لیا کہ وہ میری بیوی بنے سو دیکھ تیری بیوی حاضر ہے اس کو لے اور چلا جا اور فرعون نے اس کے حق میں اپنے آدمیوں کو ہدایت کی اور انہوں نے اُسے اور اس کی بیوی کو اس کے سب مال کے ساتھ روانہ کر دیا“

(پیدائش باب ۱۲-۱۰-۲۰ تا ۲۰)

(۱) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اپنی بیوی سارہ کو فرعون مصر کے پاس بھیج دینا اور اس کے عوض بھیڑ بگیاں، گائے بیل اور گدھے اور گدھیاں، اونٹ غلام اور

نوذیاں وصول کرنا کس عقل سلیم واسے کے نزدیک قابل قبول ہو سکتا ہے؟ ایک عام غیرت مند انسان سے بھی اس اقدام کی توقع نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ ایک معمار انسانیت اور ابو الانبیاء اور امام الناس کی طرف ایسے گستاخانے فعل کی نسبت کی جائے۔ عالم کے خلاف بوجہ مجبوری اگر جنگ و جدال اور حرب و قتال کا امکان نہ بھی ہو تو کم از کم اس سے دلی نفرت و کدورت اور قلبی غیظ و غضب ایسے عظیم اور بدیہ قبول کرنے کی اجازت تو نہیں دے سکتے۔

(۲) اس عبارت میں اس امر کی کہیں کوئی دلیل نہیں ملتی کہ حضرت سارہ اس ظالم کی ہوس نفس کا نشانہ بننے سے محفوظ رہیں یا نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی عزت کو محفوظ فرمایا یا نہیں؟ اور ہزاروں انبیاء بنی اسرائیل کی والدہ ماجدہ عصمت دری کے اس عظیم ابتلا میں کس قدر مفرودی کے ساتھ واپس آئیں لہذا یہ صرف حضرت ابراہیم کی ذات اور حضرت سارہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش ہی نہیں بلکہ ہزاروں انبیاء بنی اسرائیل حتیٰ کہ مسیح علیہ السلام پر بھی الزام و اعتراض ہے اور ایسی مظلومیت کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے مقدس لوگوں کی امداد و اعانت نہ فرمائے اور ان کی حفاظت و معیانت سے دریغ نہ کرے تو اللہ کے ساتھ ان کا تعلق ہی محل نظر ہو کر رہ جاتا ہے۔

(۳) فرعون کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کئے گئے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ فرما دیتے یہ میری بیوی ہے تو فرعون کبھی یہ حرکت نہ کرتا لیکن ان کے سارہ کو بہن کہنے کی وجہ سے حضرت سارہ اس مصیبت سے دوچار ہو گئیں جس کا لازمی نتیجہ اور ثمرہ یہ سامنے آتا ہے کہ حضرت خلیل اللہ کی سوچ لغو و باطل غلط فہمی اور ان کی تدبیر انہی انگلی بلکہ خود حضرت سارہ کو اس مصیبت میں پھنسانے کا سبب وہی بنے ہیں جو کوئی بھی ابراہیم علیہ السلام کا متفق و معترف اور ان کے مقصد و مرتبہ کا قائل قطعاً تسلیم نہیں کرتا۔

(۴) اس عبارت میں اس امر کی نشاندہی بھی موجود نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا



حضرت سارہ کو بہن کہتا خلاف واقعہ ہے اور غلط بیانی ہے اور ایک جلیل القدر مفسر جھوٹ کیونکر بول سکتا ہے اور آگے جھوٹ بولنے کی تلقین کیونکر کر سکتا ہے لہذا یہ عبارت بھی ان کی عظمت کو داغدار کرتی ہے لیکن اس کے برعکس اسلامی نقطہ نظر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جب کہا کہ تو اس ظالم حاکم سے کہنا کہ میں ابراہیم کی بہن ہوں تو ساتھ ہی وضاحت کر دی کہ تیری مراد اسلامی اخوت ہونی چاہیے نہ کہ نبی۔ ﴿يَا لَيْدِكُمْ اُخْتِي فِي الْاِسْلَامِ لَيْسَ عَلَيَّ وَحْدَهُ الْاَمْرُ حُضْ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرِي﴾ کیونکہ اسلام کی وجہ سے میری بہن ہے اور اس علاقے میں میرے اور آپ کے علاوہ کوئی شخص مسلمان نہیں ہے۔ لہذا جب یہ وضاحت کر دی گئی تو نہ ابراہیم علیہ السلام جھوٹ کے مرتکب ہوئے اور نہ جھوٹ بولنے کی ترغیب و تلقین کے کیونکہ جس نیت اور ارادہ کے تحت آپ نے حضرت سارہ کو اور انہوں نے اپنے آپ کو خلیل الرحمن کی بہن وہ بالکل واقعہ کے مطابق ہے۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ جابر کو غلط فہمی میں ڈالالیا تو تعریضات اور توریہ کے تحت ایسا کلام کرنا بالکل درست ہے اور متکلم اس امر کا ضامن نہیں ہوتا کہ مخاطب غلط فہمی کا شکار نہ ہو، علاوہ انہیں اسلامی نقطہ نظر سے ان جابر و سرکش نے ایسا کوئی کلام نہیں کیا جس سے آپ کی اس تدبیر کا غلط ہونا لازم آئے اور اُنہا حضرت سارہ کو اس امتحان میں پھینکا۔ نیز اس واقعہ سے حضرت خلیل اور حضرت سارہ کی عظمت شان اور ان کا عند اللہ قرب اور مرتبہ ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پریشان کن واقعہ کے رد میں ہوتے ہی آپ نے حضرت سارہ کو رخصت کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور سہریا کو بھیجا اور طالب امداد و نصرت ہوتے ادھر اس جابر نے جب حضرت سارہ کی طرف ناپاک ارادہ سے ہاتھ بڑھایا تو فوراً اس کا ہاتھ شل ہو گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی اور وہ ایڑیاں زمین پر رگڑنے لگا، جب ذرا فاقہ ہوا تو آپ سے عرض کیا ”ادعی اللہ لی ولا اضربک فندعت اللہ فاطلق الحدیث“ اللہ تعالیٰ

سے دعا کریں کہ میں اس تکلیف سے چھٹکارا پاؤں اور میں آپ کو ضرر نہیں پہنچاؤں گا چنانچہ آپ نے دعا فرمائی تو وہ فوراً تندرست ہو گیا لیکن دوبارہ بد باطنی کا مظاہرہ کیا تو پھر قدرت خداوند کا حسب سابق ظہور ہوا اور وہ مفلوج ہو کر زمین پر گر گیا۔ آپ سے دعا کرائی اور سابقہ عہد کو دہرایا تو شفا یاب ہو گیا۔ جب اس عہد کو توڑتے ہوئے پھر ہی جنت باطن کا اظہار کرتے ہوئے ہاتھ بڑھایا تو ہاتھ پھر شل ہو گیا اور اس پر دہی کیفیت طاری ہو گئی بالآخر اس نے پختہ توبہ کی اور حضرت سارہ کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا اور حضرت ہاجرہ بطور خادمہ پیش کیں۔ جب آپ حضرت خلیل الرحمن کے پاس پہنچیں تو وہ اسی طرح بارگاہ خداوند تعالیٰ میں عجز و نیاز کا جتہ بنے نماز ادا کر رہے تھے۔ ان کے جھینچنے پر اشارہ سے دریافت کیا مجھ سے کیا حال ہے اور خیر تو گزری؟ آپ نے جواباً عرض کیا ”رد اللہ کید الکاذب فی محضہ و احذم ہاجرہ“ اللہ تعالیٰ نے کافر کا مکر اسی کے سینہ میں ٹوٹا اور اسے ناکام کیا اور مجھے ہاجرہ بطور خدمت گزار کے دی ہے (متفق علیہ مشکوٰۃ باب بدو الخلق و ذکر الانبیاء علیہم السلام)۔ نیز یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ عطیہ اور ہدیہ اس وقت دیا گیا جب ان کا خدا کی پناہ اور حفاظت میں ہونا اور مقبول الدعاء اور استجاب الدعوات ہونا اس پر واضح ہو گیا۔ اس وقت اس کا قبول کر لینا عصمت کا بدل نہیں جیسے یہود و نصاریٰ کی کتاب مقدس نے حضرت خلیل پر یہ گناہنا الزام عائد کیا بلکہ اس جابر کی طرف سے ہدیہ نیاز ہے اور اسے آفت فالج اور غشی سے بچانے کا ہدیہ تشکر جس سے ان مقدس بارگاہ خداوند کا شان رفیع اور مقام و مرتبہ بلند سے بلند ترین نظر آتا ہے نہ کہ العیاذ باللہ ایک بے حیثیت اور بے غیرت انسان کا سا کاروبار اور مکروہ دھندہ۔ کیا ایسی کتاب خداوند تعالیٰ کی کتاب ہو سکتی ہے؟ اور اس کا جمع کرنا والا انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ مند اور نیاز کیش کہلا سکتا ہے۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ وہ بدترین دشمنی اور گستاخی کا مرتکب ہی کہلائے گا۔



## حضرت لوط علیہ السلام کی شان میں گستاخی

اور یوں ہوا کہ جب خدا نے اس ترائی کے شہروں کو نیست کیا تو خدا نے ابراہیم کو یاد کیا اور ان شہروں کو جہاں لوط رہتا تھا غارت کرتے وقت لوط کو اس بلا سے بچا لیا اور لوط ضنفر سے نکل کر پہاڑ پر جا لیا اور اُس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ بقیں کیونکہ ضنفر میں بستے ڈر لگا اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب پہلو بھٹی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے، آؤ ہم اپنے آپ کو نئے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں، سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو نئے پلائی اور پہلو بھٹی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلو بھٹی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی، آؤ آج رات بھی اس کو نئے پلائیں اور تو بھی جا کر اُس سے ہم آغوش ہو تاکہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اُس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو نئے پلائی اور چھوٹی گئی اور اُس سے ہم آغوش ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا اور اُس نے اُس کا نام سواآب رکھا وہی سواآب یوں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا اور اُس نے اس کا نام بن عجمی رکھا وہی بنی عجموں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں۔

پیدائش باب ۱۹-۲۹ تا ۳۸

اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور اس کتاب کے مصنف کی خاندان نبوت کے ساتھ بیباکی اور گستاخی کا اندازہ لگائیں کہ بیٹیاں صرف باپ کی نسل برقرار رکھنے کے لئے اپنے باپ کیساتھ ایسے قبیح فعل کی مرتکب ہوں اور باپ بھی ان کے ہاتھ سے مے نوشی کر کے اپنی عقل و خرد گم کر بیٹھے اور ایسے جرائم کا ارتکاب کرتا رہے کیا آغوش نبوت میں پلنے والی بیٹیاں ایسی ہو سکتی ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا عظیم مظاہرہ دیکھنے کے بعد بھی ان کو عبرت حاصل نہ ہو سکی تو پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے بچایا ہی کیوں تھا؟ دوسری قوم لوط کے ساتھ غرق ہی کیوں نہ کر دیا۔

پھر اسی زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے ان کے مسلمان امی اور خدام موجود تھے بلکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی نو دس سال کے ہو چکے تھے ایسی صورت میں یہ جائز اور حلال طریقہ کیوں نہ اختیار کر لیا گیا یا باپ کی دوسری جگہ شادی کا اہتمام کیوں نہ کر دیا؟ اپنے ساتھ برائی کر اگر ناپاک نسل جاری کرنا کوئی عقلمندی تھی۔ استثناء باب ۲۲-۳۲ ملاحظہ کرتے چلیں "کوئی حرام زادہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو، دسویں پشت تک اس کی نسل میں کوئی خداوند کی جماعت میں آنے نہ پائے، کوئی عموئی یا موسائی خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک اس کی نسل میں کوئی خداوند کی جماعت میں کبھی آنے نہ پائے۔"

اور اسی طرح نچاء باب ۱۳-۲۱ بھی ملاحظہ فرمادیں اور خود فیصلہ کریں کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں نے حضرت لوط کے ساتھ اور ان سے جاری ہونے والی نسل کے ساتھ کون سی بھلائی کی ہے۔ علاوہ ازیں ہم یہ دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ بلاؤن جب ممکن ہے پوشش ہو کہ اس کو کسی کے ساتھ بیٹھنے اور حاجت پوری کر کے اٹھ جانے کا حکم ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس سے جوارع ممکن ہوتا ہے اور اصل



کی نوبت آسکتی ہے؛ جب نہیں اور یقیناً نہیں تو یہ سراسر باطل توجیہ ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ لوط علیہ السلام محفل بے ہوش نہیں تھے بلکہ جماع کی خواہش وغیرہ ان میں موجود تھی تو ایسی صورت میں بیٹی اور دوسری عورت میں تمیز نہ کر سکتا بہت بعید بات ہے لہذا عملاً اور قصداً بیٹیوں کے ساتھ اس مکروہ فعل اور بدکاری کا ارتکاب لازم آئے گا جس سے نبوت کا دامن تو بہر حال پاک ہے مگر کتاب مقدس کا تقدس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو کر رہ گیا۔ ہر آدمی سوچے گا کہ جب باویان خلق کا کردار یہ ہے تو پھر ان کو منصب ہدایت پر فائز کرنے کا مقصد کیا؟ اور ایسے لوگوں کو یہ عظیم منصب سونپنے والے کی حکمت و دانائی اور علم و خبرت کدھر گئی تھی؟ اور کیا ایسے گندھے مضامین پر مشتمل کتابیں کوئی حیا دار شخص اپنے گھر میں بیٹھ کر بیوی بچیوں اور بہنوں کے سامنے بھی تلاوت کر سکتا ہے؟ یا کوئی بچی باپ کو یا بہن اپنے بھائی کو یہ کلام مقدس سنا سکتی ہے۔ خدا را انصاف کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہو سکتا ہے؟ نہیں! بالکل نہیں!

## حضرت یعقوب علیہ السلام کی شان میں گستاخی اور ان کی طرف مکر و فریب کی نسبت

جب اخفاق ضعیف ہو گیا اور اس کی آنکھیں ایسی دھندلا گئیں کہ اُسے دکھائی نہ دیتا تھا تو اُس نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کو بلایا اور کہا اے میرے بیٹے! اُس نے کہا میں حاضر ہوں تب اُس نے کہا دیکھ میں تو ضعیف ہو گیا ہوں اور مجھے اپنی موت کا دن معلوم نہیں، سو اب تو ذرا اپنا ہتھیار اپنا ترکش اور اپنی کمان لے کر جنگ لڑ

جا اور میرے لئے شکار مار لا اور میری حسب پسند لذیذ کھانا میرے لئے تیار کر کے میرے آگے لے آتا کہ میں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پہلے دل سے تجھے دُعاؤں اور جب اخفاق اپنے بیٹے عیسو سے باتیں کر رہا تھا تو ربیعہ سُن رہی تھی اور عیسو جنگ کو نکل گیا کہ شکار مار لائے تب ربیعہ نے اپنے بیٹے یعقوب سے کہا کہ دیکھ میں نے تیرے باپ کو تیرے بھائی عیسو سے یہ کہتے سنا کہ میرے لئے شکار مار کر لذیذ کھانا میرے واسطے تیار کرے تاکہ میں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پیشتر وہ اوند کے آگے تجھے دُعاؤں۔ سونے میرے بیٹے اس حکم کے مطابق جو میں تجھے دیتی ہوں میری بات کو مان اور جا کر ریوڑ میں سے بکری کے دو اچھے اچھے بچے مجھے لادے اور میں ان کو لیکر تیرے باپ کے لئے اس کی حسب پسند لذیذ کھانا تیار کر دوں گی اور تو اُسے اپنے باپ کے آگے لے جانا کہ وہ کھائے اور اپنے مرنے سے پیشتر تجھے دُعا دے۔ تب یعقوب نے اپنی ماں ربیعہ سے کہا دیکھ میرے بھائی عیسو کے جسم پر بال ہیں اور میرا جسم صاف ہے۔ شاید میرا باپ مجھے مٹوے تو میں اس کی نظر میں دغا باز بظہر دل گا اور برکت نہیں لعنت کھاؤں گا اس کی ماں نے اُسے کہا اے میرے بیٹے تیری لعنت مجھ پر آئے تو صرف میری بات مانا جا کر وہ بچے مجھے لادے تب وہ گیا اور اُن کو لا کر اپنی ماں کو دیا اور اُس کی ماں نے اس کے باپ کی حسب پسند لذیذ کھانا تیار کیا اور ربیعہ نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کے نفیس لباس جو اس کے پاس گھر میں تھے لیکر ان کو اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب کو پہنایا اور بکری کے بچوں کی کھالیں اس کے ہاتھوں اور اس کی گردن پر جہاں بال نہ تھے لپیٹ دیں اور وہ لذیذ کھانا اور روٹی جو اُس نے تیار کی تھی اپنے بیٹے یعقوب کے ہاتھ میں دے دی۔ تب اُس نے باپ کے پاس آ کر کہا اے میرے باپ! اُس نے کہا میں حاضر ہوں تو کون ہے میرے بیٹے؟ یعقوب نے اپنے باپ سے کہا میں تیرا پہلو ٹھانیا عیسو ہوں میں نے تیرے کہنے کے مطابق کیا ہے، سو ذرا اٹھ اور



بیٹھ کر میرے شکار کا گوشت کھاتا کہ تو دل سے مجھے دُعا دے۔ تب اخفاق نے اپنے بیٹے سے کہا: 'بیٹا! تجھے یہ اس قدر جلد کیسے مل گیا؟' اُس نے کہا: 'اس لئے کہ خداوندِ میرے خدا نے میرا کام سنا دیا۔ تب اخفاق نے یعقوب سے کہا: 'اے میرے بیٹے! ذرا نزدیک آ کہ میں تجھے ٹٹولوں کہ تو میرا دُھی بیٹا عیسو ہے یا نہیں اور یعقوب اپنے باپ اخفاق کے نزدیک گیا اور اُس نے اُسے ٹٹول کر کہا کہ آواز تو یعقوب کی ہے پھر اٹھ عیسو کے ہیں اور اُس نے اُسے نہ پہچانا اس لئے کہ اُس کے ہاتھوں پر اس کے بھائی عیسو کے ہاتھوں کی طرح بال تھے سو اُس نے اُسے دُعا دی اور اُس سے پوچھا کہ کیا تو میرا بیٹا عیسو ہی ہے اُس نے کہا میں وہی ہوں تب اُس نے کہا کھانا میرے آگے لے آ، اور میں اپنے بیٹے کے شکار کا گوشت کھاؤں گا تاکہ دل سے تجھے دُعا دوں، سو وہ اُسے اس کے نزدیک لے آیا اور اُس نے کھایا اور وہ اس کے بیٹے نے لے آیا اور اُس نے پی پھر اس کے باپ اخفاق نے اس سے کہا: 'اے میرے بیٹے! اب پاس آ کر مجھے چوم،' اُس نے پاس آ کر اُسے چوما، تب اُس نے اس کے لباس کی خوشبو پائی اور اُسے دُعا دیکر کہا: '..... الی۔

جب اخفاق یعقوب کو دُعا دے چکا اور یعقوب اپنے باپ اخفاق کے پاس سے نکلا، ہی تھا کہ اس کا بھائی عیسو اپنے شکار سے لوٹا۔ وہ بھی لذیذ کھانا پکا کر اپنے باپ کے پاس لیا اور اُس نے اپنے باپ سے کہا: 'میرا باپ اٹھ کر اپنے بیٹے کے شکار کا گوشت کھائے تاکہ دل سے مجھے دُعا دے۔' اس کے باپ اخفاق نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں تیرا پہلو ہا بیٹا عیسو ہوں، تب تو اخفاق بشارت کا پینے لگا اور اُس نے کہا پھر وہ کون تھا جو شکار مار کر میرے پاس لے آیا اور میں نے تیرے آنے سے پہلے سب میں سے حقوڑا حقوڑا کھایا اور اُسے دُعا دی؟ اور مبارک بھی وہی ہوگا۔ عیسو اپنے باپ کی باتیں سنتے ہی بڑی بلند اور حسرت ناک آواز سے

چلا اٹھا اور اپنے باپ سے کہا: 'مجھ کو بھی دُعا دے۔' اُسے میرے باپ مجھ کو بھی اُس نے کہا تیرا بھائی دُعا سے آیا اور تیری برکت سے گیا۔ تب اُس نے کہا: 'کیا اس کا نام یعقوب ٹھیک نہیں رکھا گیا کیونکہ اُس نے دوبارہ مجھے اڑنگا مارا۔' اُس نے میرا پہلو ٹھکراتی تو لے ہی لیا تھا اور دیکھ اب وہ میری برکت بھی لے گیا۔

(پیدائش باب ۲۴-۳۱)

اس طویل عبارت کو پڑھیں بار بار پڑھیں اور سوچیں کہ اس عبارت کے بنیوالے نے خاندانِ نبوت کے متعلق کیا تصور پیش کیا ہے اور ہزاروں انبیاء کے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف اخلاقی پستی اور حضرت اسحاق کی بیوی اور یعقوب علیہ السلام کی والدہ کی طرف کیسی جان بازی اور حیل سازی کی نسبت کی ہے کہ انہوں نے اپنے خاوند اور خداوند کے رسولِ برحق کی منشا کے برعکس کس طرح نبوت کو دوسری جگہ منتقل کر دیا اور پھر خداوند تعالیٰ جو عظیم و خیر اور دلوں کے اندر پیدا ہونے والے خیالات سے آگاہ ہے اس نے بھی حضرت اسحاق کو باخیر نہ کیا۔ حضرت اسحاق یہ پہچان لینے کے باوجود بھی کہ آواز تو یعقوب کی ہے مٹاٹا ہوئے اور عیسو کا حق یعقوب کو دے بیٹھے اور ان کی قوتِ لمس و احساسِ اس قدر کمزور تھی کہ بکری کے بچے کی کھال میں اور بیٹے کی حیدر اور بالوں میں امتیاز نہ کر سکے۔

علاوہ انہیں اسی طرح دغا بازی اور مکاری سے حاصل کی ہوئی نبوت اور برکت اللہ تعالیٰ کے بل کسی مرتبہ کی موجب ہو سکتی ہے؟ اور لوگوں کے نزدیک کیونکر واجبِ تعظیم و التوقیر ہو سکتی ہے اور جن کی اپنی اخلاقی پستی کا حال یہ ہو کہ بھائی کا حق غصب کریں، اپنے والد اور خدا کے نبی سے جھوٹ بولیں، وہ لوگوں کو کس اخلاقی بلندی تک پہنچا سکتے ہیں نیز پھیل اور پھول تو درخت کے اور فروغِ اصول کے تابع ہوتے ہیں، جب بنی اسرائیل کا اصل اور درخت الیا تھا تو پھر انبیاء بنی اسرائیل کی نبوت اور تمام بنی اسرائیل کی علالت و



خصائل کے متعلق کوئی اچھا تصور قائم کیا جاسکتا ہے جو اس اصل کی فرع اس درخت کا پھل ہیں۔

### قیاس کن رنگستان من بہار مرا

پھر شکار کا گوشت کھائے بغیر دعا نہ دینا بھی ہماری ناقص سمجھ سے بالاتر ہے کیا اس کے بغیر دعا چکتی نہیں تھی؟ نیز سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ حضرت اسحاق کا عیسو کو یہ فرمانا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تھا یا اپنی خواہش کے مطابق پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ کے مشاء و مقصد کا پورا نہ ہونا لازم آئے گا اور دوسری صورت میں پیغمبر کا نبوت جیسے اہم معاملات میں اپنی خواہش نفس کے مطابق عمل پیرا ہونا لازم آئے گا اور دونوں صورتیں غلط اور ناقابل قبول ہیں۔

نیز اگر یعقوب علیہ السلام کو نبوت مل جانا اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا تو حضرت اسحاق اس طرح نہ فرماتے کہ "تیرا بھائی دعا سے آیا اور تیری برکت سے گیا" اور نہ جناب عیسو کہتے "کہ اس نے اب دوسری بار مجھے اڑھکا مارا پہلے میرا پہلو ٹٹے کا حق سے لیا اور اب وہ میری برکت بھی لے گیا" لہذا اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نبوت سراسر فریب اور مکر پر مبنی تھی اور اس پر نہ اللہ تعالیٰ رضا مند تھا اور نہ ہی حضرت اسحاق اور انہوں نے اپنے والد کے ساتھ دھوکہ دہی کی ایسی مثال قائم کی جس کا مہذب معاشرے میں بھی تصور نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ خاندان نبوت میں اور ہزاروں انبیاء کے باپ میں۔

لیکن اس کے برعکس اسلامی مآخذ یعنی قرآن و حدیث میں کہیں حضرت یعقوب کی طرف ایسے مکر وہ اور ناپسندیدہ فعل کی نسبت نہیں، نہ ان کی والدہ کی طرف اور نہ حضرت اسحاق کی طرف دھوکا کھا جانے کی نسبت ہے اور نہ یہ کہ ان کی دعا شیرینی اور نذرانہ کے بغیر چکتی تھیں تھی بلکہ حضرت سارہ اور حضرت ابراہیم کو بشارت دی گئی تو باپ بیٹے کی کہتی،

"فَبَشِّرْهُنَا بِهَآيَا اسْحٰقَ وَ يٰمِنْ ذَرَّآءِ اسْحٰقَ يٰعَقُوبَ" اور ان کے ہمہ کئے جانے کا ذکر کیا گیا تو بھی انہوں نے "وَذَهَبْنَا لَهُ اِسْحٰقَ وَ يٰعَقُوبَ" ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحق اور یعقوب ہمہ کئے اور ساتھ ہی ان کا ہدایت کے اعلیٰ معیار پر ہونا بیان کرتے ہوئے فرمایا "كُلًّا هَدَيْنَا وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ" ہم نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو خصوصی ہدایت کے ساتھ نوازا اور ان سے قبل نوح علیہ السلام کو ہدایت مخصوصہ کے ساتھ سرفراز فرمایا اور سورہ انبیاء میں ان کا ہمہ کیا جانا اور صلاح و تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر ہونا بیان کرتے ہوئے فرمایا "وَذَهَبْنَا لَهُ اِسْحٰقَ وَ يٰعَقُوبَ نَافِلَةً وَ كُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ" ہم نے حضرت ابراہیم کو اسحاق کا ہمہ کیا اور مزید برآں یعقوب کا اور ہر ایک کو صالح و متقی بنایا۔

اب ہر صاحب عقل و شعور اسلامی نقطہ نظر اور یہودیت و نصاریت کے نقطہ نظر میں واضح طور پر فرق کر سکتا ہے اور بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دامن عصمت کو اس قسم کے مکر و فریب کی آلائش بلکہ جملہ معاصی اور عیوب کی آلودگی سے روزِ اوّل سے ہی محفوظ رکھا ہوا تھا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں روزِ اوّل سے ہی اس منصب و مرتبہ کیلئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو منتخب کر لیا گیا اور ان کے متعلق حضرت ابراہیم کو بھی بتلادیا تھا کہ حضرت اسحاق کے بعد اس منصب کے حقدار حضرت یعقوب ہیں اسی لئے عیسو کا کہیں نام ہی نہیں لیا گیا۔ لہذا ان کو اس سعادت کے حصول کے لیے یہ شکندے استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی جبکہ خدائے بخشنہ نے پہلے ہی سے ان کو بخش دی تھی۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم و اسحاق اور یعقوب و یوسف موسیٰ و ہارون اور داؤد و سلیمان اور اسماعیل، ایسح، یونس اور نوح علیہم السلام کا ذکر کر کے اپنے حبیب مكرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا "اُوْلٰئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰی اللّٰهُ فَبِهٰذَا اٰمُرُکُمْ" ان لوگوں کو ہم نے



خصوصی ہدایت اور اخلاق عالیہ اور اعلیٰ کمالات کے ساتھ نوازا ہے لہذا تم بھی ان اخلاق و کمالات اور ہدایت کے اعلیٰ مراتب کو اپنے اندر جمع کر لو جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مقتدر ہستیوں پیغمبر آخر الزمان کے لیے بطور نمونہ پیش کی جا رہی ہیں اگر العیاذ باللہ ان میں کوئی عیب اور نقص ہوتا تو قطعاً ان کی سیرت و کردار کو اپنانے کا حکم ایک عام مسلمان کو بھی نہیں دیا جاسکتا تھا چہ جائیکہ ایک عظیم رسول کو۔

لہذا بحمد اللہ تعالیٰ واضح ہو گیا کہ اہل کتاب نے ہر ممکن الزام لگا کر انبیاء کرام کی شان والا کوکم کرنے کی کوشش کی ہے اور اسلام نے ان کا صحیح مقام لوگوں پر آشکار کیا ہے اور ان کے دامن عصمت سے ہر قسم کے غبار کو دور کر دیا ہے۔

## یہودان یعقوبؑ پر بہتان اور نسبِ مسیحؑ پر اعتراض

تب یہودان نے اپنی ہوتھ سے کہا کہ میرے بیٹے سید کے بالغ ہونے تک تو اپنے باپ کے گھر، یہودیہ بھیجی رہ کیونکہ اس نے سوچا کہ کہیں یہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح ہلاک نہ ہو جائے سو تمہارے باپ کے گھر میں جا کر رہنے لگی اور ایک عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ سوع کی بیٹی جو یہود کی بیوی تھی مر گئی اور جب یہود کو اس کا غم بھولا تو وہ اپنے عدلانی دوست تیرہ کے ساتھ اپنی بھینڈوں کی پٹم کے کترنے والوں کے پاس منت کو گیا اور فکر کو یہ خبر ملی کہ تیرا خسر اپنی بھینڈوں کی پٹم کترنے کیلئے منت کو جا رہا ہے تب اس نے اپنے زندا پے کے کپڑوں کو اتار پھینکا اور برقعہ اوڑھا اور اپنے کونڈھے اور عینیم کے پھانک کے برابر جو منت کی راہ پر ہے جا بیٹھی کیونکہ اس نے دیکھا کہ سید بالغ ہو گیا مگر یہ اس سے بیاہی نہیں گئی۔ یہود اسے دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کسی سے کیونکہ اس نے اپنا منہ ڈھانپ رکھا تھا۔ سو وہ راستہ سے اس کی طرف مڑا اور اس سے کہنے لگا ذرا مجھے اپنے ساتھ مباشرت کر لینے دے کیونکہ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ وہ اس کی بہو ہے۔ اس نے کہا تو مجھے کیا دے گا تا کہ میرے ساتھ مباشرت کرے۔ اس نے کہا میں ریوڑ میں سے بکری کا ایک بچہ تجھے دوں گا۔ اس نے کہا اس کے پیچھے تک تو میرے پاس کچھ دن کر دے گا۔ اس نے کہا تجھے دن کیا دوں۔ اس نے کہا اپنی مہر اپنا بازو بند اور اپنی لالٹی جو تیرے ہاتھ میں ہے۔ اس نے یہ چیزیں اسے دیں اور اس کے ساتھ مباشرت کی اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی، پھر وہ اٹھ کر چلی گئی اور برقعہ اتار کر زندا پے کا بوڑا پہن لیا اور یہودان نے اپنے عدلانی دوست کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا تا کہ اس عورت کے پاس سے اپنا رہن واپس منگائے۔ پھر وہ عورت اسے نہ ملی۔ تب اس نے اس جگہ کے لوگوں سے پوچھا کہ وہ کبھی جو عینیم میں راستہ کے



برابر بیٹھی تھی کہاں ہے۔ انہوں نے کہا یہاں کوئی کبھی نہ تھی تب اس نے یہود کے پاس نوٹ کر اسے بتایا کہ وہ مجھے نہیں ملی اور وہاں کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ وہاں کوئی کبھی نہیں تھی یہود نے کہا خیر اس رہن کو وہی رکھے ہم تو بدنام نہ ہوں میں نے تو بکری کا پتہ بھیجا پر وہ تجھے نہ ملی اور قریباً تین مہینے کے بعد یہود کو یہ خبر ملی کہ تیری بہوتر نے زنا کیا اور اسے چھ مہینے کا حمل بھی ہے۔ یہود نے کہا اسے باہر نکال لاؤ کہ وہ جلانی جائے جیب اسے باہر نکالا تو اس نے اپنے خسر کو کہلا بھیجا میرے اس شخص کا حمل ہے جس کی یہ چیزیں ہیں سو تو پہچان تو سہی کہ یہ مہر اور بازو بند اور لاشیٰ کس کی ہے تب یہود نے آواز کیا اور کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ صادق ہے کیونکہ میں نے اسے اپنے بیٹے سید سے نہیں بیاہا اور وہ پھر کبھی اس کے پاس نہ گیا اور اس کے وضع حمل کے وقت معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں توام ہیں اور جب وہ جتنے لگی تو ایک بچے کا ہاتھ باہر آیا اور دانی نے پکڑ کر اس کے ہاتھ میں لال ڈورا باندھ دیا اور کہنے لگی کہ یہ پہلے پیدا ہوا اور بول گھڑا کہ اس نے اپنا ہاتھ پھر کھینچ لیا اتنے میں اس کا بھائی پیدا ہو گیا تب وہ دانی بول اٹھی تو کیسے زبردستی نکل پڑا سو اس کا نام فارض رکھا گیا پھر اس کا بھائی جس کے ہاتھ میں لال ڈورا باندھا تھا پیدا ہوا اور اس کا نام زارح رکھا گیا۔

(پیدائش باب ۳۸-۱۱ تا ۳۹)

**تبصرہ:**

اس طویل اقتباس کو پڑھ لینے کے بعد خدا لگتی بات یہ ہے کہ اس عبارت کو قطعاً الہامی نہیں کہا جاسکتا اور نہ اس کو وحی الہی کہہ سکتے ہیں، پھر اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے عمر رسیدہ بیٹے یہود کے اخلاق کی جو تصویر سامنے آتی ہے وہ جو حیرت کر دیتی ہے کیونکہ اس یہود کے دو بیٹے جو اس کی بہوتر سے یکے بعد دیگرے بیاہے گئے اور وہ مر گئے اور اس کی محبوب بیوی بھی

مر گئی مگر خدا کا خوف اور قبر کے عذاب یا آخرت کے عذاب سے ڈر اور اپنی موت کا قطعاً فکر ان میں نظر نہیں آتا اور پھر ان کی بہوتر کا جوشش انتقام میں جہنم کی حد تک پہنچ جانا اور سید کے باغ ہونے پر اس سے نہ بیاہے جانے کا یہ بدلہ لینا کہ اپنے خسر کے ساتھ بدکاری کر لی شاید دنیا میں یہ واقعہ اپنی نوعیت کا واحد واقعہ ہو ورنہ خود کشتی وغیرہ تو سننے میں آتی رہتی ہے لیکن اس طرح علم و حصہ کا اظہار کبھی سننے میں نہیں آیا۔

البتہ ایک سوال کا جواب علماء بائبل پر لازم رہے گا کہ یہود نے اس عورت کے ساتھ گفتگو بھی کی اور اپنی اشیاء ران بھی رکھیں اور بدکاری بھی کی لیکن نہ لب و لہجہ سے پہچان ہوئی نہ اشیاء واقعہ میں تھاتے وقت ہاتھ دیکھنے پر اور نہ ہی چہرہ دیکھنے پر کیا پڑھی لکھی دنیا میں اس قسم کے انسانے کو صحیح تسلیم کر لینے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے؟ اور کسی کی عقل یہ باور کر سکتی ہے کہ یہود نے اپنی شہوت تو پوری کر لی مگر اس عورت کے چہرہ کو دیکھنے سے شرماتے رہے، اور بالخصوص جب یہود اسی شہر سے گزر رہا تھا جو تمر کا آبائی شہر تھا اور خود ہی یہود نے اس کو بیٹے بھیجا تھا تو گفتگو اور چہرہ ٹہرہ ہال ڈھال سے کینہ اس کو اندازہ نہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن بائبل نے اس افسانہ کو تراشتے وقت عقل سے ذرہ کام نہیں لیا۔

نیز تمر کو بیک وقت دو بچوں کی مال ثابت کر دیا اور بچوں کی ہر مشیاری بھی کہ پیٹ کے اندر بھی ان میں مابقت جاری رہی، کوئی ہاتھ پہلے نکالتا ہے تو دوسرا اسے پیچھے ہٹا کر خود پہلے نکل آتا ہے؟ کیا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور وحی و الہام کے ذریعے حاصل ہونے والا۔



## حضرت مسیح کے ساتھ زیادتی اور انکے تقدس پر اعتراض

حضرت مسیح کے نسب نامہ مندرجہ ذیل باب اول میں یہوداہ کے مرق کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹے فارص کو آپ کے آباء و اجداد میں شمار کیا گیا ہے اور کتاب کی دوسرے حرام زادہ خدا کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا لہذا اس واقعہ نے نبی مخاطب سے حضرت مسیح کے تقدس کو بھی مجروح کر دیا اور اسی طرح یہوداہ بھی حضرت مسیح کے آباء و اجداد میں ہے اور اس کا عمل و کردار یہ ہے تو اس سے بھی آپ کا نبی تقدس پاہل ہوتا ہے۔

## حضرت ہارونؑ پر پھڑپھڑانے اور اس کو معبود قرار دینے کا الزام

(۱) جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے کہنے لگے اٹھ ہمارے لئے دیوتا بنادے جو ہمارے آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد موسیٰ کو ہم کو ملک مصر سے نکال کر لایا گیا ہوگا۔ ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیویوں لڑکوں اور لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس سے آؤ چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار کر ان کو ہارون کے پاس لائے۔ اور اس نے ان کے سے ایک ایک ڈھالا ہوا پھڑپھڑا بنایا جس کی صورت چھینی سے ٹھیک کی۔ تب وہ کہنے لگے۔ اے اسرائیل یہی تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا۔ یہ دیکھ کر ہارون نے اس کے آگے قربان گاہ بنائی اور اس نے اعلان کر دیا کہ کل خداوند کیلئے عید ہوگی اور دوسرے دن صبح سویرے اٹھ کر انہوں نے قربانیاں چڑھائیں۔

(خرید باب ۳۲ - ۵۶)

(۲) اور موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ ان لوگوں نے تیرے ساتھ کیا کیا تھا جو تونے ان کو اتنے بڑے گناہ میں پھنسا دیا۔ ہارون نے کہا میرے مالک کا غضب نہ بھڑکے تو ان لوگوں کو چاہتا ہے کہ بدی پرستے رہتے ہیں چنانچہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم سے لئے دیوتا بنادے جو ہمارے آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس آدمی موسیٰ کو جو ہم کو ملک مصر سے نکال کر لایا گیا ہوگا۔ تب میں نے ان سے کہا کہ جس جس کے ہاں سونا ہو وہ اسے اتار لائے پس انہوں نے اسے مجھ کو دیا اور میں نے اسے آگ میں ڈالا تو یہ پھڑپھڑا بھل چڑا۔

(خرید باب ۳۲ - ۲۱ تا ۲۴)

(۳) اور خداوند ہارون سے ایسا غصہ تھا کہ اسے ہلاک کرنا چاہا پر میں نے اس وقت ہارون کے لئے بھی دعا کی اور میں نے تمہارے گناہ کو یعنی اس پھڑپھڑے کو جو تم نے بنایا تھا اسے آگ میں جلا دیا۔

(استثنا باب ۹ - ۲۰)

حضرت ہارون علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نبی و پیغمبر بھی ہیں تبصرہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے وقت ان کو اپنا قاتل نام بھی بنایا تھا لیکن کتاب مقدس کے مطابق انہوں نے نہ تو بڑت و پیغمبری کا حق ادا کیا اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کا بلکہ آزری ستیت پر عمل کر کے شرعیت ابراہیم اور شریعت موسیٰ علیہما السلام کی خلاف ورزی کی اور قوم کو بت پرستی اور گوسالہ کی پوجا پاٹ اور اس کے لئے قربانیاں چڑھانے میں مصروف کر دیا بلکہ خداوند تعالیٰ کا لکار ہی کر دیا کیونکہ پھڑپھڑا کے خدا خال چھینی سے درست کرنے کے بعد کہا اے اسرائیل یہی وہ تیرا دیوتا ہے جو تجھ کو مصر سے نکال لیا۔ حالانکہ اس وقت اس پھڑپھڑے کا نام و نشان بھی نہ تھا مگر پھر بھی وہ سارا کارنامہ صرف اسی کی طرف منسوب کر دیا تو خداوند تعالیٰ کی سختی کا بھی انکار لازم آگیا اور خدا کی قدرت کاملہ کے عظیم نمونے جو ملک مصر سے نکلنے پر ظاہر ہوئے اور فرعون اور اس کی قوم کی تباہی جیسے ناقابل تصور خرق عادت کو اس مجسمہ کی طرف منسوب کر کے ظلم عظیم کا ارتکاب کیا اور نہ صرف خود مشرک ہوئے بلکہ دوسروں کو مشرک بنانے کے مرتکب ہوئے اور پھر خداوند تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنے اور صرف







کی تعمیل و اطاعت کرو لیکن انہوں نے تعمیل ارشاد سے انکار کرتے ہوئے کہا لَنْ  
تَبْرَحَ عَلَيْنَا عَاقِبَتُنَا حَتَّىٰ يَصْرُجَ اَلْاَيْتَانِ مَوْسٰیؑ ہم اسی کے حضور اعتکاف  
کیئے ہوئے ہیں نا آنکہ موسیٰ ہماری طرف لوٹ آئیں ان کی واپسی سے قبل ہم اسکی  
پوجا پاٹ اور اس کے سامنے اعتکاف کو ترک نہیں کریں گے۔

دو نول قسم کے بیانات اور نظریات دیکھ لیئے اور ان سے بخوبی اندازہ لگالیا کہ  
کتاب یہود و نصاریٰ میں اس کے معتقد نے مکمل بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے اور  
انبیاء کے مقدس دامن پر داغ لگاتے کا کوئی موقع یا توجہ سے جانے نہیں دیا۔ بلکہ  
بہتان تراشی کی انتہا کر دی اور قرآن کریم نے یہ داغ اور بدنامی دیکھ کر ان سے  
دور کیئے۔

لہذا اس کتاب مقدس کو آسمانی یا الہامی کتاب کہنا قطعاً غلط ہے بلکہ اس میں  
انبیاء کرام علیہم السلام کے دشمنوں نے تفرقات کر کے اس کو مسخ کر دیا ہے۔

## موسیٰ علیہ السلام پر خداوند کی حکم عدلی کا الزام

اگر بائبل کے بیان کے مطابق ہم حضرت یازون علیہ السلام کی ہی اس نامترا  
فعل کا مزید تسلیم کریں تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی حکم خداوند کی مخالفت اور عدم  
اتباع کے مرتکب لازم آتے ہیں۔ کیونکہ استشاد باب ۱۳ - ۵۱ پر مرقوم ہے:

”اگر تیرے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تجھ کو کسی نشان یا عجیب  
بات کی خبر دے اور وہ نشان یا عجیب بات جس کی اُس نے تجھے خبر دی و قوع میں  
آئے اور وہ تجھ سے کہے کہ آہم اور معبودوں کی جن سے تو واقف نہیں پیروی کر کے  
ان کی پوجا کریں تو تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات کو نہ مننا (تا) وہ نبی  
یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جاوے کیونکہ اس نے تم کو خداوند تمہارے خدا سے بغاوت  
کرنے کی ترغیب دی ہے تاکہ تجھ کو اس بلہ سے جس پر خداوند تیرے خدا نے تجھ کو چنے  
کا حکم دیا ہے یہ کائے۔ یوں تو اپنے بیچ میں سے ایسی بدی دور کرنا۔

کیونکہ اس حکم کی رو سے آپ پر لازم تھا کہ یازون کو قتل کرتے اور اس  
بدی کو اس سخت اقدام کے ساتھ ختم کرتے تاکہ آئندہ کسی کو ایسی حرکت کی جرأت نہ  
ہوتی لیکن موسیٰ علیہ السلام کا کوئی نوٹس لینا اور حضرت یازون پر تشدد کرنا قطعاً مذکور  
نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے غضب بھڑکنے پر اٹا حضرت موسیٰ یازون علیہ السلام اور بنی اسرائیل  
کے ان گمراہ لوگوں کے لیے سفارش بنے ہوئے نظر آتے ہیں کیا حدود و قصاص اور مقررہ  
سزائوں کے معاملہ میں پیغمبر کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ سزا کا حکم قرار دے دے یا اٹا  
سفارشی بن جائے لہذا صاف ظاہر ہے کہ یہ بہتان اگر درست تسلیم کریں تو پھر موسیٰ علیہ السلام  
کا دامن بھی پیدار نہیں رہ سکتا لہذا الزام سرے سے ہی بے بنیاد ہے کہ متصفین بائبل  
کی بے بصیرتی کی بین دلیل کہ کم از کم ایسے واضح تضاد اور مخالفت کو تو دور کرنے کی کوشش  
کرتے۔



## حضرت ہارونؑ کی غیبت کا الزام اور خدا کے غضب کے بھڑکنے کا بہتان

نوحی نے ایک کو شی عورت سے بیاہ کر لیا سو اس کو شی عورت کے سبب سے جسے نوحی نے بیاہ لیا تھا، مریم اور ہارون اس کی بدگوئی کرنے لگے، وہ کہنے لگے کہ کیا خداوند نے فقہا نوحی سے ہی باتیں کی ہیں، کیا اس نے ہم سے بھی باتیں نہیں کیں، سو خداوند نے یہ سنا (تا)، اور ان کو بلا کر فرمایا، سو تم کو میرے خادم نوحی کی بدگوئی کرتے خوف نہ آیا اور خداوند کا غضب ان پر بھڑکا اور وہ چلا گیا اور ابرہیم کے اوپر سے ہٹ گیا اور مریم کو ڈھ سے برف کی مانند سفید ہو گئی اور ہارون نے جو مریم کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ وہ کوڑھی ہو گئی تب ہارون نوحی سے کہنے لگا، ہائے میرے مالک اس گناہ کو ہمارے سر نہ لگا کیونکہ ہم سے نادانی ہوئی اور ہم نے خطا کی اور مریم کو اس رسے پوسنے کی طرح نہ رہنے دے جس کا جسم اس کی پیدائش ہی کے وقت آدھا گلا ہوا ہوتا ہے۔

(گنتی باب ۱۲ - ۱۲ تا ۱۴)

مگر مشکوہ اور غیبت ایسا قبیح فعل ہے جو عام انسان کو بھی زیب نہیں آتا۔ دیتا چہ جائیکہ مسلمان کو اور چہ جائیکہ پیغمبر کو اور وہ بھی نوحی کلیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کا گھر و شکوہ اور غیبت، پھر یہ دعویٰ کہ کیا خداوند نے صرف نوحی کے ساتھ کلام نہیں کیا ہمارے ساتھ بھی کلام کیا ہے کیا حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف نہیں، ایکنے طور پر بھی وہی گئے اور ہارون علیہ السلام اس وقت بھی ساتھ نہیں تھے اور دیگر مواقع پر بھی حضرت ہارونؑ علیہ السلام کے حکم کے ہی پابند رہتے تھے اور ان کو احکام انہی کی وساطت سے ہی حاصل ہوتے تھے اور پھر ان کے شان کبھی میں عطا نہ ہونے کا انکار دوپہر کے سورج کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ پھر مریم و ہارون دونوں غیبت میں شریک ثابت کرنے کے بعد صرف مریم کو اس عذاب میں مبتلا دکھانا جبکہ غیبت میں دونوں برابر اور نسی نسبت میں بھی دونوں

برابر خدا کے عدل و انصاف کو بھی مورد ظلم و تشنیع بنانے کے مترادف ہے علاوہ ازیں کو شی عورت سے بیاہ کرنا جائز تھا یا نہ؟ پہلی صورت میں غیبت اور گھر شکوہ کی بنیاد ہی ختم ہو گئی اور دوسری صورت میں خود نوحی علیہ السلام مورد الزم ٹھہرتے ہیں اور وہ دونوں حضرات سچے نظر آتے ہیں کیونکہ ان کے غلط اقدام پر وہ تنقید نہ کرتے تو دوسرے لوگ بھی اپنے مقتدا کے عمل سے دھوکہ کھا سکتے تھے لہذا ان کا یہ اقدام قابل تائید ہونا چاہیے نہ کہ قابل مواخذہ جرم۔

لیکن اس کے برعکس اسلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو ان عظیم پستیل میں شمار کیا ہے جو ہدایت کے روشن مینار ہیں اور ان کا عمل راہ راست کی دلیل ہے اور ان کا نشان قدم منزل مقصود کی درست علامت۔ ”أَوَلَيْكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبَلَدًا هَٰذَا أَتَقْتَدُونَ؟“ لہذا ان پر اس قسم کا الزام سراسر بہتان ہے اور اس کا حقیقت و واقعہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ ہذا واللہ ورسولہ اعلم۔



## داؤد علیہ السلام کی شان میں گستاخی

① اور شام کے وقت داؤد اپنے یلنگ پر سے اُٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر بیٹھنے لگا اور چھت پر اس نے ایک عورت کو دیکھا جو بہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بنت سبع نہیں جو حسی اور بیاہ کی بیوی سے؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اُسے بلایا، وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے محبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی) پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔ (سموئیل باب ۱۱-۱۲ تا ۲۰)

② اور جب اور بیاہ کی بیوی نے سنا کہ اس کا شوہر اور بیاہ مر گیا تو وہ اپنے شوہر کیلئے ماتم کرنے لگی اور جب سوگ کے دن گزر گئے تو داؤد نے اُسے ہوا کر اس کو اپنے محل میں رکھ لیا اور وہ اس کی بیوی ہو گئی اور اس سے اس کے ایک لڑکا ہوا پر اس کام سے جسے داؤد نے کیا تھا خداوند ناراض ہوا۔ (سموئیل باب ۱۱-۱۲ تا ۲۶)

③ اور خدا نے اس لڑکے کو جو اور بیاہ کی بیوی کے داؤد سے پیدا ہوا تھا مارا۔ اور ساتویں دن وہ لڑکا مر گیا۔ (سموئیل باب ۱۲-۱۵ تا ۱۸)

④ تب ناتن نے داؤد سے کہا کہ وہ شخص تو ہی ہے خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میں نے تجھے مسح کر کے اسرائیل کا بادشاہ بنایا اور میں نے تجھے سافل کے ہاتھ سے پھڑپھڑایا اور میں نے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی بیویاں تیری گود میں کر دیں اور اسرائیل اور یہوداہ کا گھر تجھ کو دیا اور اگر یہ سب کچھ منظور تھا تو میں تجھ کو اور اور چیزیں بھی دیتا، سو تو نے کیوں خداوند کی بات کی تحقیر کر گئی اس کے

حضور بدی کی؟ تو نے حتیٰ اور بیاہ کو تلوار سے قتل کر دیا۔ سو اب تیرے گھر سے تیری بیوی بنے اور اس کو جی عموں کی تلوار سے قتل کر دیا۔ سو اب تیرے گھر سے تلوار کبھی الگ نہ ہوگی کیونکہ تو نے مجھے حقیر جانا اور حتیٰ اور بیاہ کی بیوی سے لی تاکہ وہ

تیری بیوی ہو، سو خداوند یوں فرمانا ہے کہ دیکھ میں شہر کو تیرے ہی گھر سے تیرے خلافت اٹھاؤں گا اور میں تیری بیویوں کو لے کر تیری آنکھوں کے سامنے تیرے ہمسایہ کو ڈول گا اور وہ دن دہائے تیری بیویوں سے محبت کرے گا کیونکہ تو نے چھپ کر یہ کیا، پر میں سارے اسرائیل کے دروہروں دن دہائے یہ کروں گا۔

(سموئیل باب ۱۲-۱۳ تا ۱۴)

⑤ داؤد علیہ السلام سے عملی انتقام، تب ابی سلوم نے اغتیل سے کہا تم صلاح دو کہ ہم کیا کریں۔ سو اغتیل نے ابی سلوم سے کہا کہ اپنے باپ کی حموں کے پاس جا جنکو وہ گھر کی نگہبانی کو چھوڑ گیا ہے۔ بس سینے کہ جب سب اسرائیل میں گئے کہ تیرے باپ کو تجھ سے نفرت ہے تو ان سب کے ہاتھ جو تیرے ساتھ ہیں قوی ہو جائیں گے۔ سو انہوں نے محل کی چھت پر ابی سلوم کے لئے ایک تنبو کھڑا کر دیا اور ابی سلوم سب بنی اسرائیل کے سامنے اپنے باپ کی حموں کے حموں کے پاس گیا۔

(سموئیل باب ۱۴-۱۵ تا ۲۲)

① ان پانچویں عبارات پر اچھی طرح نظر ڈالیں اور پھر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اتنی کثیر تعداد بیویوں کے ہوتے ہوئے بھی زنا کریں اور اپنے ایک سپاہی اور لشکر کی عزت و آبرو لوٹ لیں تو وہ ایک عادل بادشاہ کہلانے کے بھی حق دار نہیں ہو سکتے چہ جائیکہ رسول اور نبی ہوں علاوہ انہیں اس قدر بیویوں کے بچتے ہوئے زنا جیسا بیچ فعل صرف اور صرف بندہ ہو بس اور خیمہ وقاحت دے جانی ہی کر سکتا ہے نہ کہ خدا کا خوف رکھنے والا مسلمان چہ جائیکہ منصب نبوت کا تاجدار اور خلافت خداوند تعالیٰ کا خلعت پوش قال تعالیٰ "يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ" اسے داؤد ہم نے آپ کو زمین میں اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ہے۔

② داؤد علیہ السلام کے زنا سے نعوذ باللہ حمل ٹھہرا اور اس کا تولد ہوا مگر داؤد علیہ السلام اس کے بیمار پڑنے پر اتنے پریشان ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں



دعا اور زاری کرتے رہے لیکن بالآخر وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے مر گیا۔ آخر ایک حرام زادہ کی خاطر اس قدر پریشانی اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں تداوت کے آنسو بہانے کی بجائے اس کے بچانے کے لیے دُعا میں کرنا کس اخلاقی لمبندی اور اعلیٰ معیار پر فائز ہونے کی دلیل ہے۔ ایک حرامی نیچے کو خاندان نبوت میں داخل کرنا ہی کتنا ناقابل برداشت فعل ہے جس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن پھر اس پر اس قدر اصرار اور دُعا میں وائجاں کرنا تو حضرت داؤد کے تصورِ عظمت کو ہی لوحِ قلب سے حرفِ غلط کی طرح محو کر کے رکھ دیتا ہے۔

۳ حضرت داؤدؑ کو بھی علیہ السلام کی شریعت پر کاربند تھے اور اس میں شاہی شہ زانی کی سزا سنگساری ہے ایسی صورت میں وہ عورت بھی سنگسار کی جانی ضروری تھی اور خود داؤد علیہ السلام بھی کیا جس شخص کو اللہ تعالیٰ دین کی پاسداری اور اس پر عملدرآمد کے لیے چن لے اور اس کو اس قابل سمجھ کر یہ ذمہ داری تفویض کرے اس کے مستقل یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ خود اس دین اور شریعت کی اس طرح دھجیاں لڑیگا اور اس کی خلاف ورزی پر لوگوں کو بھی جرات دیگا؟

۴ پھر داؤد علیہ السلام پر ہی یہ الزام عائد نہیں ہوتا بلکہ سلیمان علیہ السلام پر بھی کیونکہ ان کو سلطانین باب میں اسی عورت بت سیح کا بیٹا ظاہر کیا گیا ہے؟ اور اسی کی سفارش سے ان کی بادشاہی اور تخت نشینی ثابت کی گئی، کیا خدا کے پیغمبر زنا کار عورتوں سے پیدا ہو سکتے ہیں البتہ اللہ۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہی بت سیح حضرت سیح کی دلوں میں سے ہے لہذا ان کا تقدس بھی مجروح کر دیا گیا۔

۵ پھر داؤد علیہ السلام پر صرف تہمت زنا لگانے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ بڑے ڈرامائی انداز میں ان کو حقیقی اویاد کا قاتل بھی ثابت کیا گیا ہے، کیا وہ طلاق کا مطالبہ نہیں کر سکتے تھے ضرور قتل کے بعد ہی اس عورت کو اپنی بیوی بنا سکتے تھے؟

۶ نیز داؤد علیہ السلام کے خدا کے انتقام کا نشانہ بننے اور بیٹے کے ہاتھوں ان کی بیویوں کی عزت و آبرو کے برباد ہونے اور وہ بھی دن دھارے اور مکان کی چھت پر

اس ظلم و بربریت کا نشانہ بننے کا تذکرہ کر کے لوگوں کے سامنے ان کی کس قدر رسوائی اور بے آبروئی بیان کی گئی ہے۔ آخر ناکردہ گناہ، بیویوں کو یہ سزا دینے کا کیا مطلب؟ اور بیٹے کے ذریعے ہی ضروری تھا کہ انتقام لیا جاتا گویا پورے گھرانے کو ہی اس گندگی اور غلامت سے آلودہ کر دکھایا اور خاندان نبوت کی عزت و عظمت کو خاک میں ملانے کی ناپاک کوشش میں کوئی کمی روا نہیں رکھی۔

اسلامی نقطہ نظر: آئیے اب اس افسانے کی حقیقت اسلامی ماخذ سے تلاش کریں اور دیکھیں کہ انبیاء کی عظمت کا محافظ قرآن ہے یا کتاب مشن؟ قرآن مجید میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَمُشَدِّدًا مَلِكُهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصَّلَ الْخُطَابِ** ہم نے اس کے ملک و سلطنت کو مضبوط بنایا اور اس کو حکمت و دانش اور حق و باطل میں تیز دینے والے کام سے نوازا اور خصوصیات میں صبح فیصلہ کی توفیق بخشی اس کے بعد ان کی عبادت گاہ میں دو شخص کا اچانک داخل ہونا اور اپنے جھگڑے کا فیصلہ طلب کرنا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سے ایک نے کہا اِنَّ هَذَا اَخِي لَهُ قِصْعٌ وَتَسْعُونَ فَعِجَّةً وَلِي نَعِجَّةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفُلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخُطَابِ۔ میرے اس بھائی کے لیے ننانوے ڈنیاں ہیں اور میرے لیے صرف ایک ڈنہی ہے اور اس نے مجھے کہا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دے اور میرے ملک میں دے دے اور مجھ پر گفتگو میں غالب ہے۔ یہ جھگڑا سن کر داؤد علیہ السلام نے فیصلہ دیدیا، لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَوَلَّيْنَا دَاوُدَ اَنتَنَا قَسَمْتَ فَاَسْتَعْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَ اَنَابَ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ وَارِثًا لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَى وَحُسْنَ مَآبٍ**۔ سورتہ صافات ۲۳ اور گمان کیا داؤد نے کہ ہم نے اس کو آزمایا تو فوراً اللہ تعالیٰ سے استغفار کی اور جھکے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں سر بسجود ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا پس ہم نے ان کو وہ معاف کر دیا بیشک ان کے لیے ہمارے مال بہت قرب ہے اور بہتر ٹھکانا۔



یہاں پر اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے خود بخود متنبہ ہونے کا ذکر کیا ہے اور مسئلہ کی بیان کردہ صورت سے عبرت حاصل کر کے بارگاہِ خداوندی میں سر بسجود ہونے کا بیان ہے۔ ذرا اس استفتاء کے اندر غور کرو تو صاف طور پر یہ حقیقت سامنے آ جاتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ادبِ یاری کی بیوی خود ادبِ یاری سے طلب کی تھی اور طلاق کا مطالبہ کیا تھا اور طلاق کے بعد مدت گزارنے پر اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا تھا اور یہی تصریح روایات و آثار اور کتب تفاسیر میں موجود ہے جس سے قطعاً داؤد علیہ السلام کا کبھی گناہ میں موقوف ہونا لازم نہیں آتا اور اگر کوئی امر قابلِ اعتراض و لائقِ تنبیہ ہے تو صرف یہ کہ تنازعے میں بیوی کے ہوتے ہوئے ادبِ یاری سے اس کی بیوی کی طلاق کا مطالبہ کیوں کیا یہ تمہارے منصبِ نبوت کے لائق نہیں تھا خواہش نفس کی تکمیل شیوہ پیغمبری نہیں بلکہ اس پر جبر اور قہر لیکن اس غیر ادبی اور غیر انبساطِ فعل پر بھی وہ نادم ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس کی وجہ بیان فرمادی کہ وہ ہمارے بہت نزدیکی اور مقرب ہیں اور بہترین منصب والے لہذا اس معمولی لغزش پر حضرت داؤد کی عزت و حرمت اس کے بیٹے کے ہاتھوں پامال کرنا اور بیٹے کے ذریعے باپ کی بیویوں اور ماؤں کا دامن عصمت تار تار کرنا وغیرہ جو کہ کتاب مقدس میں مذکور ہے قطعاً غلط ہے اور کتاب مقدس کے تقدس کو ختم کرنے کا موجب ہے اور یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا محافظتِ آن اور اسلام ہے نہ کہ کتاب مقدس اور انبیاء کی عظمتِ شان میں توہین و تنقیص کا کوئی موقعِ ثورات و انجیل کے مؤلفین نے ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

## داؤد علیہ السلام کے بیٹے امنون پر بہن کیساتھ دست کی الزام

اور اس کے بعد ایسا ہوا کہ داؤد کے بیٹے ابی سلم کی ایک خوب صورت بہن تھی جس کا نام تم تھا اس پر داؤد کا بیٹا امنون عاشق ہو گیا اور امنون ایسا کرٹھنے لگا کہ وہ اپنی بہن قمر کے سبب سے بیمار پڑ گیا کیونکہ وہ کنواری تھی سو امنون کو اس کے ساتھ کچھ کرنا دشوار معلوم ہوا اور داؤد کے بھائی سمو کا بیٹا یوئدب امنون کا دوست تھا اور یوئدب بڑا چالاک آدمی تھا سو اس نے اس سے کہا اے بادشاہِ زاوے! تو کیوں دن بدن ڈبلا ہوتا جاتا ہے؟ کیا تو مجھے نہیں بتائے گا؟ تب انہوں نے اس سے کہا کہ میں اپنے بھائی ابی سلم کی بہن قمر پر عاشق ہوں۔ یوئدب نے اس سے کہا تو اپنے بستر پر لیٹ جا اور بیماری کا بہانہ کرے اور جب تیرا باپ تجھے دیکھنے آئے تو تو اس سے کہنا میری بہن قمر کو ذرا آنے دے کہ وہ مجھے کھانا دے اور میرے سامنے کھانے پکائے تاکہ میں دیکھوں اور اس کے ہاتھ سے کھاؤں سو امنون پڑ گیا اور اس نے بیماری کا بہانہ کر لیا اور جب بادشاہ اس کو دیکھنے آیا تو انہوں نے بادشاہ سے کہا 'میری بہن قمر کو ذرا آنے دے کہ وہ میرے سامنے دو پوریال بنائے تاکہ میں اس کے ہاتھ سے کھاؤں۔ سو داؤد نے قمر کے گھر کہلا بھیجا کہ تو ابھی اپنے بھائی امنون کے گھر جا اور اس کے بیٹے کھانا پکا سو قمر اپنے بھائی امنون کے گھر گئی اور وہ بستر پر پڑا تھا اور اس نے آگیا اور گوندھا اور اس کے سامنے پوریال بنائیں اور ان کو پکایا اور تو نے کو کیا اور اس کے سامنے ان کو انڈیل دیا پر اس نے کھانے سے انکار کر دیا تب امنون نے کہا کہ سب آدمیوں کو میرے پاس سے باہر کر دو سو ہر ایک آدمی اس کے پاس سے چلا گیا تب امنون نے قمر سے کہا کہ کھانا کوٹھڑی کے اندر سے آتا کہ میں تیرے ہاتھ سے کھاؤں سو قمر وہ پوریال جو اس نے پکائی تھیں اٹھا کر ان کو کوٹھڑی میں اپنے بھائی امنون کے پاس لائی اور جب وہ ان کو اس کے نزدیک سے گئی کہ وہ کھائے تو اس نے اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا اے میری بہن مجھ سے وصل کر، اس نے کہا نہیں



میرے بھائی میرے ساتھ جبر نہ کر کیونکہ اسرائیلیوں میں کوئی ایسا کام نہیں ہونا چاہیے تو ایسی حماقت نہ کر اور بھلا میں اپنی رسوائی کہاں سیلے پھروں گی اور تو بھی اسرائیلیوں میں احمقوں میں سے ایک کی مانند ٹھہرے گا سو تو بادشاہ سے عرض کر کیونکہ وہ مجھ کو تجھ سے روک نہیں رکھے گا۔ لیکن اُس نے اُس کی بات نہ مانی اور چونکہ وہ اُس سے زور آؤ تھا اُس لیے اُس نے اس کے ساتھ جبر کیا اور اُس سے صحبت کی۔

(سموئیل باب ۱۳-۱۴ تا ۱۴)

ابلی سلوم کی طرف سے باپ کے ساتھ اور اپنی ماؤں کے ساتھ زیادتی کی داستان بلکہ افسانہ مطالعہ کر لینے کے بعد اب ابلی سلوم کی بہن اور حضرت داؤد کی بیٹی ترکی عصمت کا اپنے بھائی امنون کے ہاتھوں داغدار ہونا ملاحظہ کریں اور کتاب مقدس کی رُو سے اس گھرانے کا اخلاقی نقشہ دیکھیں۔ پھر داؤد علیہ السلام کا خود اپنی بیٹی کو امنون کے پاس بھیجنا اور اس کے فریب میں آنا ملاحظہ کریں۔ نیز داؤد علیہ السلام کے بھیجے ہوئے امنون کو چال بکھلانا اور اپنے پیچھے کی بے اسبردی میں شریک ہونا۔ نیز بہن کا بھائی سے یہ کہنا کہ میرے ساتھ جبر کرنے کی بجائے داؤد علیہ السلام سے عرض کر وہ مجھ کو تجھ سے روک نہیں رکھے گا؟ باپ بیٹیوں اور بیٹیوں کے متعلق کیا نقشہ پیش کر رہا ہے؟

کیا شریعت موسوی میں بہن بھائی کا باہمی ازدواجی تعلق جائز تھا؟ جب نہیں اور یقیناً نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس بیہودہ عبادت کو اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس کا حصہ کیونکر مانا جاسکتا ہے؟ اور کیا یہ ساری داستان اللہ تعالیٰ کا حکام ہو سکتی ہے اور وہ کتاب جو ایسی اخلاق سوز حرکات کے بیان پر مشتمل ہو وہ قابل تلاوت ہو سکتی ہے اور قابل ہدایت۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

## سُلیمان علیہ السلام کی شان میں گستاخی

اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی موآبی، عمونی، ادومی، صیدانی اور حتی عورتوں سے محبت کرنے لگا۔ یہ ان قوموں کی عقیں جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم ان کے بیچ نہ جاناؤ نہ وہ تمہارے بیچ آئیں کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کر لیں گی۔ سلیمان ان ہی کے عشق کا دم بھرنے لگا اور اس کے پاس سات سو شاہزادیاں اُس کی بیویاں اور تین سو عرین تھیں اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا۔ کیونکہ جب سلیمان بڑھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا اس کے باپ داؤد کا دل تھا۔ کیونکہ سلیمان صیدانیوں کی دیوی عشتاروت اور عمونیوں کے نفرتی ملکوم کی پیروی کرنے لگا اور سلیمان نے خداوند کے آگے ہدی کی اور اُس نے خداوند کی پوری پیروی نہ کی جیسی اس کے باپ داؤد نے کی تھی۔ پھر سلیمان نے موآبیوں کے نفرتی ملکوم کے لیے اس پہاڑ پر جو یروشلم کے سامنے ہے اور بنی مین کے نفرتی ملکوم کیلئے بلند مقام بنادیا۔ اُس نے ایسا ہی اپنی سب اجنبی بیویوں کی خاطر کیا جو اپنے دیوتاؤں کے حضور بخور جلاتی اور قربانی گذراتی تھیں۔ اور خداوند سلیمان سے ناراض ہوا کیونکہ اس کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے پھیر گیا تھا۔ جس نے اسے وہار دکھائی دے کر اس کو اس بات کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے پر اُس نے وہ بات نہ مانی جس کا حکم خداوند نے دیا تھا اس سبب سے خداوند نے سلیمان کو کہا چونکہ تجھ سے یہ فعل ہوا اور تو نے میرے عہد اور میرے آئین کو جن کا میں نے تجھے حکم دیا نہیں مانا۔ اس لیے میں سلطنت کو ضرور تجھ سے چھین کر تیرے خاتم کو دوں گا تو مجھ تیرے باپ داؤد کی خاطر میں تیرے ایم میں یہ نہیں کروں گا بلکہ اُسے تیرے بیٹے کے ہاتھ سے چھینوں گا۔ پھر بھی میں ساری سلطنت کو نہیں چھینوں گا بلکہ



اپنے بندہ وافر کی خاطر اور یشلم کی خاطر جسے میں نے چن لیا ہے ایک متبیلہ تیرے بیٹے کو دل گا۔  
(۱۔ سلاطین باب ۱۱-۱۳ تا ۱۳)

**تبصرہ:** کتاب مقدس کی اس تقدس سے دور اور ناپاکی سے بھر پور عبارت کا بغور مطالعہ کریں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا اسلام سے برگشتہ ہو جانا اور بت پرستی میں مبتلا ہونا صاف ثابت ہوتا ہے اور خداوند کے دکھائی دے کر تاکید اکید فرمانے کے باوجود بھی وہ شرک میں ہی مبتلا نظر آتے ہیں کیا نبی ہو کر شرک کے اڈے بنائیں اور بیویوں کی خاطر بت پرستی کو رواج دیں اور خود غیر معبودوں کی طرف مائل ہوں کسی عقل مند شخص کی عقل اس کو تسلیم کر سکتی ہے؟ جب خدا کا نبی اور سرچشمہ ہدایت اس قسم کی سنگین گمراہی بلکہ ضلالت عقل و قیاس فعل کا مرتکب ہو تو دوسرے کسی شخص سے کیا گلمہ ہو سکتا ہے؟

چول کنز از کعبہ بر خیزو کعبہ ماند مسلمانی

معبود برستی کو چھوڑ کر بے جان مجسموں کی پوجا عقل کے خلاف ہے کیونکہ جو اپنے وجود اور تلاش فراش میں انسانی کاوش کے محتاج ہیں وہ انسان کے نفع و نقصان کے مالک اور اس کی ضروریات و حاجات کے کفیل کیونکہ ہو سکتے ہیں مگر اسرائیلی اختراعات نے بت کے دامن کو کس قدر ہڈیا داغ لگائے اور کتنی بڑی نجاست و غلاظت کے ساتھ آلودہ کیا۔ پھر خدا تعالیٰ کو اپنے آئین اور احکام کے برخلاف سلیمان کو قتل کرنے کی بجائے اس کو اسی طرح سلطنت پر برقرار رکھتے دکھا کر اللہ تعالیٰ کی حکمت و دانش کا بھی صفایا کر دیا کہیں تو وہ صرف غلط بات کہنے پر قتل کا حکم جاری کرے اور کہیں بیویوں کی خاطر شرک کے اڈے قائم کرنے والے پر ذرا سا زوال بھی نہ آئے دے تو اس کے احکام کا اور قواعد و ضوابط کا کیا اعتبار رہ گیا؟

**اسلامی نقطہ نظر:** آئیے اب اسلامی مآخذ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا مرتبہ اور خداوند ان کا مقام معلوم کرتے ہیں۔ سورہ ص میں فرمایا  
”وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ“ ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان

کا ہمہ کیا وہ بہت اچھا بندہ ہے بیشک وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رکھنے والا ہے۔ پھر رجوع الی اللہ کی دلیل بیان کرتے ہوئے فرمایا ”وَدْعَوْهُ عَنِ الْغَيْبِ يَنْصِفُ الْعَذَابَ قَلِيلًا رَافًا أَحَبَّتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ عَرَفَ حَقِّي حَقِّي تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ وَذُوْهَا عَنِّي فَطَوَّقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ“ جبکہ ان پر پچھلے پیر عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے تو انہوں نے کہا میں نے دوست رکھا مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک سورج چھپ گیا اڈٹ میں پھر لاؤ انہیں میرے پاس پھر شروع ہوئے مسح ان کی پندلیوں اور گردنوں کو

اگرچہ تفسیری اقوال مختلف ہیں مگر ہر صورت میں یہاں پر سلیمان علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ذھول اور ادنی غفلت کا بھی ان کو سخت ناگوار گزرتا واضح ہوتا ہے اگرچہ وہ گھوڑے جہاد کے بیٹے تھے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے بیٹے اور ان کی خدمت بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت تھی لیکن پھر ان کو اصلی اور مقصودی عبادت کا اس شغل میں رہ جانا سخت ناگوار گزرا حتیٰ کہ لفظی جہور مفسرین انہوں نے ان گھوڑوں کو سبب غفلت اور منشاء ذھول ہونے کی وجہ سے قربان کر دیا تاکہ یہ بنیاد ہی منہدم ہو جائے اور پھر کبھی اس غفلت کا اعادہ نہ ہونے پائے اور مال ضائع بھی نہ ہو راہ خدا میں قربان ہوا اور یہ قربانی اس زمانہ میں جائز تھی۔

اب آپ خود ہی انصاف کریں جس اتنی کیلئے اس قدر ذکر خدا سے غفلت ناست اہل برداشت ہو وہ غیر معبودوں کی طرف مائل ہو جائیں اور شرک و بت پرستی کے بیٹے مرکز قائم کریں کس قدر حقیقت سے دور اور عقل و فہم سے بعید بات ہے اور چچہ کہ یہ کتاب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بہت عرصہ بعد نازل ہوئی اور ایک اُنی جمی کی زبان حقیقت ترجمان نے ان کی اللہ تعالیٰ سے محبت اور لگاؤ کو اس انداز میں بیان کیا لہذا اس توہم کی قطعاً کوئی گنجائش نہ رہی کہ ابتدائی دور میں تو واقعی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے والے تھے لیکن بعد میں بدل گئے العیاذ باللہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اخروی درجات و مراتب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ”وَرَأَتْ لَهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَحَسُنَ مَا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ“ اور بیٹے مسک ان کیلئے ہمارے



ہاں نزدیکی ہے اور بہت اچھا ٹھکانہ۔

الغرض ہم نے اسلامی نقطہ نظر اور یہودیت و نصرانیت کا عقیدہ اور ان کی آسمانی کتاب والہامی کتاب کا اس مقدس ہستی پر الزام و اتہام آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے یہ منجھلا آپ ہی کریں کہ ان میں سے کونسا نظریہ درست ہے اور قرین قیاس اور قابل متبول اور کونسا نظریہ خلاف عقل و قیاس اور ناقابل قبول اور یہ کہ اسلام عصمت انبیاء کا محافظ ہے اور قرآن یا نام نہاد کتاب مقدس؟

## ایلیاہ نبی کی شان میں گستاخی

اور ایلیاہ تہشی جو جلعاد کے پرولسیوں میں سے تھا ۱۰۰۰ سال پہلے سے کہا کہ خداوند اسرائیل کے خدا کی حیات کی قسم جس کے سامنے میں کھڑا ہوں ان پر رسول میں نہ اؤں پڑے گی نہ مہینہ برسے گا جب تک میں نہ کہوں اور خداوند کا یہ کلام اس پر نازل ہوا کہ یہاں سے چل دے اور مشرق کی طرف اپنا رخ کر اور کریمت کے نالہ کے پاس جو یردن کے سامنے ہے چلا چھپ اور تو اسی نالہ میں سے پینا اور میں نے کوئل کو حکم کیا ہے کہ وہ تیری پرورش کریں سو اس نے جاکر خداوند کے کلام کے مطابق کیا کیونکہ وہ گیا اور کریمت کے نالہ کے پاس جو یردن کے سامنے ہے رہنے لگا اور کوئلے اس کے لئے صبح کو روٹی اور گوشت اور شام کو بھی روٹی اور گوشت لاتے تھے اور وہ اس نالہ میں سے پیا کرتا تھا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ نالہ سوکھ گیا اس لئے کہ اس ملک میں بارش نہیں ہوتی تھی۔ (۱۔ سلاطین باب ۷۷، ۷۸)

اس ایلیاہ نبی کے متعلق آگے چل کر قصوں سے آٹے اور تیل کو معجزانہ طور پر بڑھا دینا اور پورے کنبے کیلئے قحط سالی ختم ہونے تک کافی دانی کر دینا مذکور ہے اور مردہ بچے کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ لیکن اس مقام پر ان کو کوئل کی لائی ہوئی روٹی اور گوشت پر گزر بسر کرتے دکھایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئیں اور ضیث جانور ہے اور وہ جو کچھ اٹھاتا ہے تنجے سے اٹھائے یا چونکے کے ساتھ دونوں کا استعمال انتہائی مقدس اور محترم تقویٰ شخصیت کیلئے کیونکہ درست ہو سکتا ہے؟ اور جو خدا نبی اسرائیل کے عوام کے لئے کوئل کی وساطت کے بغیر من و سلوی کا بندوبست کرتا رہا اور جس نے حضرت عیسیٰ کے حواریوں کے لئے آسمان سے براہ راست روٹیوں کا دسترخوان نازل فرمادیا وہ اپنے اس مقدس نبی کے لئے صرف کوئل کی وساطت سے گوشت روٹی کا بندوبست کیوں کرتا ہے؟ کیا اس میں اس پیغمبر کی تنقیص شان نہیں؟



اگر جہاں عزیز کے بیٹے غلیظ اور میسے کھینے اور نجس یا حقول واسے خادم مقرر فرمائیے جائیں تو یہ اس کی توہین ہی تصور کی جائے گی نہ کہ تعظیم و تکریم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے اہتمام کو کس عظمت اور برتری کی نشانی کہا سکتا ہے؟ یاد رہے کتاب مقدس کی رُود سے تمام کتبے حرام ہیں جیسے کہ اجار باب ۱۱-۱۵ پر تصریح موجود ہے۔ لہذا اس عبارت میں مصنف تورات کے ہاتھ کی صفائی کا فرما ہے۔ قرآن مجید سے رُسل عظام کے متعلق فرمایا **وَمَا يَكْفُرُ الْإِنْسَانُ لِقَوْلِهِمْ إِنَّا ظَالِمُونَ** اور نیک اعمال کرو۔ لہذا جب ان کو پاکیزہ کھانے کا حکم ہے تو لامحالہ ان کو غذا بھی پاکیزہ مہیا کرے گا۔ جعفر و ذیل اور فاسق و خبیث جانور کے ذریعے قطعاً مہیا نہیں کرے گا۔ لہذا قرآن مجید کسی بھی ایسی صورت کو رو نہیں رکھتا۔ یہ صرف کتاب مقدس کی عظمت نبوت کے ساتھ اٹھکھیل ہے۔ نعوذ باللہ منہ

## یسعیاہ نبی کی شان میں گستاخی

جس سال سر جان شاہ اسور نے ترکان کو اشدود کی طرف بھیجا اور اُس نے اکر اشدود سے لڑائی کی اور اُسے فتح کر لیا۔ اس وقت خداوند نے یسعیاہ بن اموس کی منت یوں فرمایا کہ جا اور ٹاٹ کا لباس اپنی کمر سے کھول ڈال اور اپنے پاؤں سے جڑتے آثار سواں نے ایسا ہی کیا وہ برہنہ اور سنسگے پاؤں پھرا کرتا تھا۔ تب خداوند نے فرمایا جس طرح میرا بندہ یسعیاہ تین برس تک برہنہ اور تنگے پاؤں پھرا کیا تاکہ مصریوں اور کوشیوں کے بارے میں نشان اور اچنچا ہو اُسی طرح شاہ اسور مصری امیروں اور کوشی جلاوطنوں کو کیا پڑھے کیا جوان برہنہ اور تنگے پاؤں اور بے پردہ سرخیوں کے ساتھ مصریوں کی رسوائی کے لیے لے جائے گا۔ تب وہ ہر اسان ہوں گے اور کوشی سے جوان کی امید گاہ بقی اور مصر سے جوان کا فخر شرمندہ ہوں گے اور اُس وقت اس ساحل کے باشندے کہیں گے دیکھو ہماری امید گاہ کا یہ حال ہوا جس میں ہم مدد کیلئے بھاگے تاکہ اسور کے بادشاہ سے بچ جائیں پس ہم کس طرح رسوائی پائیں۔

(یسعیاہ باب ۲۰-۲۱)

اس عبارت پر غور فرماویں اور اسرائیلی تخیل پر سرحدیں کہ اللہ تعالیٰ **تبصرہ:** اپنے پیغمبر کو کمر سے تہ بند کھول کر پھینک دینے کا حکم دے اور مصریوں اور کوشیوں کے سامنے ان کو آل برہنگی کے عالم میں پھرنے کا حکم دے کیا یہ ممکن ہے اور شرمیلا خدا جس نے حیاء کو ایمان کا رکن رکین اور جزو عظیم قرار دیا ہو وہ ایسی قبیح حرکت کا حکم دے سکتا ہے؟ اور اس مادرِ زادِ حالت میں پھرنے والے کو کوئی شخص نبی درمسل اور سرچشمہ رُشد و ہدایت تصور کر سکتا ہے بلکہ یہ حالت تو عقل و خرد سے عاری ہونے اور ہوش و حواس سے محروم ہونے اور حیوانات کے ساتھ ملحق ہونے کی علامت نشان ہے کسی پیغمبر کے لئے کیونکر لائق و مناسب ہو سکتی ہے لہذا یہ حکم نہ اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہے اور حضرت یسعیاہ کے اور نہ مصری امیروں اور کوشی جلاوطنوں کی رسوائی



اور خوف و ہراس کے لئے اس اقدام کی چنداں ضرورت لہذا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر سراسر الزام اور بہتان ہے۔

اس کے برعکس اسلام میں ان کو عظیم فضیلت کا مالک تسلیم کیا گیا اور قابل تقلید شخصیت اور ہدایت کا اعلیٰ نمونہ۔ فرمان خداوند جل وعلیٰ ہے "وَإِنَّمَا يَعْزِلُ وَالْيَسْعُ وَ يُؤْمِنُ وَ يُؤْطَىٰ وَ كُنَّا فَضْلَنَا عَلَى الْعَالَمِينَ" اور اسماعیل و الیسع اور یونس و یونس میں سے ہر ایک کو ہم نے سب جہان والوں پر فضیلت دی، اور جو سب سے افضل ہوں جو اس طرح کی گھٹیا حالت میں کیونکر رکھے جاسکتے جو روحانی اور بے آبروئی کی علامت ہے اور فرمایا اُذْ لِيكَ الَّذِيْنَ هَدٰى اِلٰهُهُ فَيُهْدٰهُمْ اَفْتَدٰى۔ وہ مقفل اور بزرگ ہستیاں ہیں جن کو ہم نے خصوصی ہدایت، عالی اخلاق اور کامل صفات کے ساتھ مخصوص ٹھہرایا ہے لہذا ان کی حیرت کو اپناؤ اور ان کمالات کو اپنے اندر جمع کرو اور چونکہ حضرت یسعیاہ کے اخلاق کا کتاب مقدس نے بیان کیا ہے کیا وہ قابل تقلید ہو سکتا ہے؟

لہذا صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید عظمت انبیاء کا امین ہے اور کتاب یہود و نصاریٰ اس عظمت کے حصار میں نقیب زن ❖

## حزقی ایل نبی کی شان میں گستاخی

اور تو اپنے لئے گیموں اور جو اور باقلا اور مسور اور چینا اور باجرا سے اور ان کو ایک ہی برتن میں رکھ اور ان کی اتنی روٹیاں پکا جتنے دنوں تک تو پہلی کرکٹ پر بیٹھا رہے گا تو تین سو نوے دن تک ان کو کھانا، اور تیرا کھانا وزن کر کے میں شعل روزانہ ہوگا جو تو کھائے گا تو گاہے گاہے کھانا، تو پانی بھی ناپ کر ایک ہین کا چٹا جھنڈے پئے گا، تو گاہے گاہے پینا اور تو جو کے پھلکے کھانا اور تو ان کی آنکھوں کے سامنے انسان کی نجاست سے ان کو پکانا اور خداوند نے فرمایا کہ اسی طرح سے بنی اسرائیل بنی ناپاک روٹیوں کو ان اقوام کے درمیان جن میں میں ان کو آوارہ کروں گا کھایا کریں گے تب میں نے کہا کہ ہائے خداوند خدا، دیکھو میری جان کبھی ناپاک نہیں ہوئی اور اپنی جہولی سے اب تک کوئی مردار چیز جو آپ ہی مرجائے یا کسی جانور سے پھاڑی جائے میں نے ہرگز نہیں کھانی اور حرم گوشت میرے گھر میں کبھی نہیں گیا۔ تب اُس نے مجھے فرمایا دیکھ میں انسان کی نجاست کے عوض تجھے گوہر دیتا ہوں، سو تو اپنی روٹی اُس سے پکانا۔

(حزقی ایل باب ۴ - ۱۵ تا ۹)

اس عبادت میں پہلے حضرت حزقیل علیہ السلام کو انسانی نجاست کیسے **تقصیر** جو کے پھلکے پکا کر کھانے کا حکم دیا گیا اور جب انہوں نے نجس اور ناپاک چیز کھانے سے معذرت کی اور اپنے زندگی بھر کے تقدس اور تقویٰ کا واسطہ دے کر اس حکم کو بدلنے کی اپیل کی تو اس کے عوض گوہر کے ساتھ پکا کر کھانے کا حکم دیدیا گیا ہے اب آپ خود ہی اندازہ کریں کہ خداوند تعالیٰ بھی کبھی نجاست اور غلاظت کھانے کا حکم دے سکتا ہے؟ اور کیا پیغمبر خداوند تعالیٰ سے زیادہ نزاہت پسند اور طہارت کا پابند کوئی ہو سکتا ہے؟ پھر لوگوں کے سامنے انسانی نجاست کے ساتھ پھلکے پکانے کا حکم کونسی پیغمبرانہ عظمت کا غماز ہے؟ اگر لوگوں کو پیغمبر خدا انسانی غلاظت اکٹھی کرتا ہی نظر آئے تو وہ اس سے میل جول اور نشست و برخاست بند کر دیں چر جائیکہ پھلکے



اس کے ساتھ لپکا کر کھانا دکھائی دے تو ان کا رد عمل کیا ہوگا؟

یقین جانیئے بنی کو اللہ تعالیٰ نے تعمیر انسانیت اور تہذیب و تربیت خلق کیلئے مبعوث فرمایا ہو ان سے ذرا بھر خیس امر کا ارتکاب بھی ناقابل تصور ہوتا ہے اور پھر خدا کے مقرب تو جہاد و زہادت کے عہدہ ہوا کرتے ہیں ہمارے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم تو پیاز اور لہسن کھانا بھی پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ ان میں بدبو ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے میرے ساتھ ہمیشہ اور حکام ہوتے ہیں۔ لہذا ان کو انبساط اور تکلیف پہنچے گی اور ایسی چیزیں کھا کر مسجد میں آنے پر بھی پابندی عائد فرمادی مگر تعجب ہے کہ کتاب مقدس ایک نبی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ایسا حکم نقل کر رہی ہے۔ نیز اسد کے سرچشمہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا وصال کرم کے متعلق یہ حکم مذکور ہے "لَا يَأْكُلُ الْفُلُكُ" مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا" اے میرے رسول! پاکیزہ اشیاء میں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو اور قرآن مجید کا یہی اعلان ہے۔ المسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحجون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد روز اول سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے آپ کے قیام اور عبادت کرنے کے لئے زیادہ لائق اور مناسب ہے اس میں ایسے لوگ ہیں جو طہارت کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح طہارت کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ وہ حضرات صحابہ و صحیلوں کے ساتھ استنجا کرنے کے بعد پھر پانی استعمال کرتے تھے لہذا اس مسجد کی عظمت ایسے غازیوں سے ظاہر فرمائی اور اس پاکیزہ تہذیب کی وجہ سے ان کا محبوب خدا ہونا بیان فرمایا۔ لہذا اسلامی نقطہ نظر اور اسرائیلی کتاب مقدس کے احکام و اہام کو دیکھ کر خود ہی متنبہ کریں کہ کونسا مذہب تقدس اور پاکیزگی پر مشتمل ہے اور کونسا اس کے برعکس اور کونسا نظریہ حیات عظمت انبیاء کا پاسان ہے اور کونسا عظمت انبیاء کو ختم کرنے کا موجب ہے؟

## نبی کی طرف جھوٹ اور فریب کاری کی نسبت

اور بیت ایل میں ایک بڑھا نبی رہتا تھا سو اس کے بیٹوں میں سے ایک نے آکر وہ سب کام (معجزات و خرق عادات) جو اس مرد خدا نے اس روز بیت ایل میں کیئے اُسے بتائے اور جو باتیں اس نے بادشاہ سے کہی تھیں ان کو بھی اپنے باپ سے بیان کیا اور ان کے باپ نے ان سے کہا وہ کس راہ سے گیا۔ اس کے بیٹوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ مرد خدا جو یہود سے آیا تھا کس راہ سے گیا ہے سو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے لئے گدھے پر زین کسو پس انہوں نے اس کے لئے گدھے پر زین کس دیا اور وہ اس پر سوار ہوا۔ اور اس مرد خدا کے پیچھے چلا اور اُسے بلوط کے ایک درخت کے نیچے بیٹھے پایا۔ تب اُس سے کہا کیا تو ذی مرد خدا ہے جو یہود سے آیا تھا۔ اُس نے کہا ہاں۔ تب اُس نے اس سے کہا۔ میرے ساتھ اس جگہ نہ روٹی کھاؤں نہ پانی پیوں کیونکہ خداوند کا مجھے ہی حکم ہے کہ تو وہاں نہ روٹی کھانا نہ پانی پینا اور نہ اس راستہ سے ہو کر وہاں لوٹا جس سے تو جائے۔ تب اُس نے اُس سے کہا میں بھی تیری طرح نبی ہوں اور خداوند کے حکم سے ایک فرشتہ نے مجھ سے کہا کہ اُسے اپنے ساتھ اپنے گھر میں لوٹا کرے؟ تاکہ وہ روٹی کھائے اور پانی پیئے لیکن اس نے اس سے جھوٹ کہا۔

سودہ اس کے ساتھ لوٹ گیا اور اس کے گھر میں روٹی کھائی اور پانی پیا جب وہ دسترخوان پر بیٹھے تھے تو خداوند کا کلام اس نبی پر جو اسے لوٹا لایا تھا نازل ہوا اور اس نے اس مرد خدا سے جو یہود سے آیا تھا چلا کر کہا۔ خداوند یوں فرماتا ہے۔ اُس نے کہا کہ تو نے خداوند کے کلام سے نافرمانی کی اور اس حکم کو نہیں مانا جو خداوند تیرے خدا سے تجھے دیا تھا اور تو نے اسی جگہ جس کی بابت خداوند نے تجھے فرمایا کہ نہ روٹی کھانا اور نہ پانی پینا روٹی بھی کھائی اور پانی بھی پیا۔ سو تیری لاش تیرے باپ دادا کی قبر تک نہیں پہنچے گی۔ (سلاطین مذہب باب ۱۳-۱۲ تا ۲۲)



اس عبارت میں اگرچہ دونوں نبیوں کا نام نہیں بتایا گیا تاہم صاحب معجزات نبی جس نے پرہیزگار بادشاہ کے سامنے طرح طرح کے خرق عادات دکھلا کر اس کو عاجز و بے بس کر دیا ایک دوسرے نبی کے ہاتھوں دھوکہ کھا کر اللہ تعالیٰ کے عقاب کا مستحق ٹھہرا اور نافرمانی و حکم خداوندی کا مرتکب۔ اس عبارت میں اگر غور کریں تو نہ الوہیت کا دامن بے داغ رہ سکتا ہے اور نہ نبوت کا۔ نبوت کا تو اس لیے کہ یہود و مسیحیوں سے آیات و معجزات کی توقع کرتا ہے کہ میں حکم خداوند کے مطابق اس جگہ سے نہ پانی پی سکتا ہوں اور نہ روٹی کھا سکتا ہوں لہذا مجھے معذور سمجھا جائے لیکن دوسرا نبی جھوٹ بول کر اس سے خداوند کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ کیا یہ شیعوہ نبیوں کا ہے یا اہلسنن کا اور بالخصوص نبی ہو کر خدا پرستانہ باندھے کہ اس نے فرشتہ بھیج کر مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اسے اپنے گھر لوٹا۔ کس قدر عظیم جرم ہے اور ناقابل معافی گناہ۔

اور الوہیت کا دامن اس لیے بے داغ نہیں رہ سکتا کہ جھوٹ بولنے والے کو سزا دینے کی بجائے اس غریب کو سزا دی جس نے اس کو نبی اور صادق القول سمجھ کر اعتبار کر لیا اور اس کے کہنے کے مطابق حکم خداوند کی تعمیل کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی نازل کر کے نہ اس کو اس دھوکہ دہی سے آگاہ کیا اور نہ ہی جھوٹ بولنے والے کو سزا دی بلکہ ایسے جھوٹ پر وحی نازل کر کے اس غریب غورہ نبی پر عقاب و مواخذہ کا اعلان کیا جب اللہ تعالیٰ کا انصاف یہ ہو اور نبیوں کی کارگزاری یہ ہو تو پھر دین و مذہب کے ساتھ کس کو دلچسپی ہو سکتی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ عادل ہے اور خدا تعالیٰ کا ہر نبی سچا ہے اور بالخصوص خداوند تعالیٰ پر بہتان باندھنے سے منتر و مبرہ یہ صرف کتاب مقدس کے نام پر یاروگوں کے اپنے درد بے دردش ہیں اور مقدس ہستیوں کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش۔

قرآن نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ اگر نبی کی ذات ہم پر بہتان باندھے اور بات گھر کر ہماری طرف کرے تو ہم اس کا دھنا ہاتھ پکڑ لیں گے اور اس کی شرک کاٹ دیں گے اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے قال تعالیٰ وَتَوَكَّلْ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقْبَابِ لَآتِيكَ مِنْهُ بَأْسٌ بِمَا تَسْتَعِينُ إِنَّهُ يَخْتَرُقُ الْأَنفُسَ فَذُرْنَهَا وَآلُهَا وَمَنْ يَشَاءُ يَمْدُدْ وَيَقْصُرْ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

حاجہ حنین (سورہ عائد) اور اگر نبی ہم پر گھڑ لیتا بعض باتیں تو ہم اس کا دیاں ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی گردن کاٹ دیتے اور تم میں سے کوئی شخص اس کی طرف سے روکنے والا نہ ہو سکتا اور یہی مضمون استثناء باب ۱۸-۲۰ میں مرقوم ہے لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور مجھوں کو کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔

لہذا یہ قول تو رات کے سفر استثناء کی اس اہمیت کے بھی خلاف اللہ تعالیٰ کی عدالت کے بھی خلاف اور عقل و تياس کے بھی خلاف ہے کہ قصور کسی کا ہو اور سزا دوسرے کو ملے اور اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کے بیان کردہ ضابطہ کے بھی خلاف ہے کہ جب ایک نبی کی نبوت کو دلائل و معجزات سے پیرا کر دیا جائے اور پھر وہ جھوٹ بولے اور اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھے اور اس کے خلاف کوئی کاروائی نہ ہو تو صدق و کذب اور حق و باطل میں امتیاز ختم ہو جائے گا اور وحی الہی اور معجزات سے اعتماد اٹھ جائے گا لہذا ایسے نبی کے خلاف سخت کارروائی لازمی ہے مگر کتاب مقدس کی گنگا الٹی بہنے لگی۔



## مسح علیہ السلام کی طرف ماں کی بے ادبی کی نسبت

① پھر اُن کی ماں اور اُس کے بھائی اس کے پاس آئے مگر بھیڑ کے سبب سے اُس تک پہنچ نہ سکے اور اُسے خبر دی گئی کہ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اُس نے جواب میں اُن سے کہا کہ میری ماں اور میرے بھائی تو یہ ہیں جو خدا کا کلام سننے اور اُس پر عمل کرتے۔

(لوقا باب ۸ - ۱۹ تا ۲۱)

② پھر تیسرے دن قانائے گلیل میں ایک شادی ہوئی اور یسوع کی ماں وہاں تھی اور یسوع اور اُس کے شاگردوں کی بھی اُس شادی میں دعوت تھی اور جب نے ہونچی تو یسوع کی ماں نے اُس سے کہا کہ اُن کے پاس نے نہیں رہی یسوع نے اُس سے کہا اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا۔ اُس کی ماں نے خادموں سے کہا جو کچھ یہ تم سے کہے وہ کرو۔ وہاں یہودیوں کی طہارت کے دستور کے موافق پتھر کے چھڑے رکھے تھے اور اُن میں دو دو تین من کی گتائیں تھیں یسوع نے اُن سے کہا انگوروں میں پانی بھر دو۔ پس انہوں نے ان کو لبالب بھر دیا۔ پھر اُس نے ان سے کہا اب نکال کر میرے مجلس کے پاس لے جاؤ۔ پس وہ لے گئے۔ جب میرے مجلس نے وہ پانی چکھا جو نے بن گیا تھا اور جانتا نہ تھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے (مگر خادماں جنہوں نے پانی پھرتا جانتے تھے) تو میرے مجلس نے دہا کو بلا کر اُس سے کہا ہر شخص پیلے اچھی نے پیش کرتا ہے اور ناقص اُس وقت جب پی کر چھک گئے مگر تو نے اچھی نے اب تک رکھ پھوڑی ہے۔ یہ پہلا معجزہ یسوع نے قانائے گلیل میں دکھا کر اپنا جلال ظاہر کیا اور اُس کے شاگرد اُس پر ایمان لائے۔

(یوحنا باب ۲ - ۱۱ تا ۱۲)

تبصرہ: پہلی عبارت سے حضرت مسیح کا حضرت مریم کے والدہ ہونے سے بھی

انکار لازم آتا ہے اور اُس سے بڑھ کر ماں کی بے ادبی کیا ہو سکتی ہے؟ نیز جو علت بیان کی گئی ہے کہ میری ماں اور میرے بھائی تو یہ ہیں جو خدا کا کلام سننے ہیں اور اُس پر عمل کرتے ہیں؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک انکی والدہ اور بھائی کلام خداوند نہ سنا کرتے تھے۔ اور نہ ہی اُس پر ایمان لاتے اور نہ عمل پیرا ہوتے تھے لہذا ماں سے صرف مادی نسبت ہی ختم نہ کی بلکہ ان کو اسلام و ایمان سے بھی عاری اور خالی ثابت کر دیں

دوسری عبارت میں حضرت مسیح کا یہ جملہ اُسے عورت مجھے تجھ سے کیا کام؟ کس قدر بے پرواہی اور بے اعتنائی کی دلیل ہے جبکہ جو ان کا مطالبہ تھا وہ پھر پورا بھی کر دیا تو پہلے اس قدر جوش و خروش دکھانا محض امتا کے حقوق و آداب کو مانا کرنا ہی ہے؟ اور عورت و بکتر جو عام بااخلاق انسان کو بھی زیبا نہیں چہ جائیکہ معلم انسانیت اور مریخی خلافت اور امیر قوم اور عظیم رسول کو جبکہ بائبل کی رو سے ماں باپ کی تحقیر کرنا بڑا ملعون ہے استثناء باب ۲۶ - ۱۶ پر مرقوم ہے۔ لعنت اُس پر جو اپنے باپ یا ماں کو حقیر جانے۔ گویا مصنف بائبل نے یہ الزام عائد کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنت کا مستحق بنا ڈالا۔ الصیاد باللہ۔ جبکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم محض رضاعی ماں جو ابھی حلقہ اسلام میں بھی داخل نہیں ہوئی تھی اُس کے نیچے بھی چادریں بچھاتے نظر آتے ہیں اور اُس کے سامنے بھی پست آواز کے ساتھ کلام کرتے ہوئے اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ لَا تَقُولُوا لِهٰذَا اٰیٰتٌ وَلَا تَقُولُوْا لِهٰذَا اٰیٰتٌ لَّہٗمَا قَوْلٌ لَّہٗمَا قَوْلٌ لَا کَرِہَیْمَا۔ ماں باپ کو اُن کہوں ان کو زجر و توبیخ کو د اور ان کے ساتھ نرم انداز میں گفتگو کرو بلکہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ اعلان بھی کلام مجید نے نقل کیا ہے۔ "وَبَشِّرِ الصَّالِحِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ صَدَقَاتُہُمْ سِرًّا وَ یُحِبُّوْنَ السَّکِیَّیْنَ۔ اَللّٰہُ تَعَالٰی نے ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا بنایا ہے اور جابر و سرکش اور بدبخت نہیں بنایا اور اسلام اور اہل اسلام اسی حقیقت کے



معترف ہیں کہ انہوں نے کبھی بھی والدہ ماجدہ کی شان میں تنقید نہیں کی۔

نیز یہ بھی قابل غور ہے کہ سنے اور شراب خانہ خراب ختم ہوئی تو حضرت مریم اپنے غمت جگر سے اس کے بنانے کی ممتحنی ہوئی اور بالآخر انہوں نے تیار کر دی کیا پیغمبروں کا منصب اور ان کی مقدس ماؤں کا منصب یہی ہے کہ وہ لوگوں کو شراب بنا کر دیں اور انہیں ہلا کر مست و مدہوش کریں۔ کاش مستفین انجیل کو حضرت یوحنا کے متعلق اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ بزرگی اور سعادت مندی کے وجہ و اسباب یاد رہتے تو وہ اس اختراع سے گریز کرتے، انجیل تو قایم اول کا ذرا مطالعہ کرتے چلیں۔

”اسے زکریا خوف نہ کر کیونکہ تیری دعائیں لی گئی اور تیرے لئے تیری

بیوی ایشیج کے بیٹا ہوگا (تا) اور ہرگز نہ سنے نہ کوئی اور شراب پیئے گا

اور اپنی مال کے بطن سے ہی روح القدس سے بھر جائیگا اور بہت

سے بنی اسرائیل کو خداوند کی طرف جان کا خدا ہے پھرے گا۔“

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سنے اور شراب نہ پینا اس طرح کی ایک وجہ عظمت و فوقیت ہے جس طرح قوم کا لادی ہونا اور روح القدس سے بھر جانا تو جو چیز حضرت یحییٰ میں وجہ فضیلت اور برتری ہے اس سے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا موصوف و مقصود ہونا لازم تھا بلکہ اعلیٰ طریقہ پر چہ جائیکہ وہ لوگوں کے لیے ساتی بنیں۔ اور ان کی والدہ بھی۔ بڑا ہونے کے لئے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ صفات اپنی ضروری ہوتی ہیں نہ کہ ان کو نظر انداز کرنا۔

نیز یہ ملاحظہ اور اعمال و کردار اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں یا حضرت مسیح کی مرتب کردہ تاریخ اور سوانح عمری؟ افسوس کا مقام ہے کہ اس کو بھی آسمانی کتاب کا حصہ اور وحی و اہام عیسوی تسلیم کر لیا گیا ہے۔

دوسری عبارت کا آخری جملہ قابل غور ہے کہ یہ پہلا معجزہ قنانی گلیل میں دکھلا کر یسوع نے اپنا جلال ظاہر کیا۔ ماشاء اللہ جب آغاز یہ ہے تو انجام کیا ہوگا؟ کیا مبارک معجزہ اور کس قدر لوگوں کی بھلائی پر مشتمل کار خیر ہے۔

ظہر ہوئے تم دوست جس کے دشمن اسکا آسمان کیوں ہو

لیکن اسلام نے ان کا پہلا معجزہ اور خرق جس نے ان کے جلال اور مرتبہ و مقام کو ظاہر کیا یہ بیان کیا ہے کہ وہ مہدی میں ہوئے ہوئے بول اُسٹے اور والدہ ماجدہ پر تہمت لگانے والوں کو ان الفاظ میں جواب دے کر مہوت اور ششدر کر دیا قال اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّا فِیْ الْکِتَابِ وَجَعَلْنٰی سَبِیْکَ الْاٰیۃِ مِیْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی کَا بِنْدَہِ خَاصِ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دی ہے اور منصب نبوت پر سرفراز فرمایا ہے اور نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا اور والدہ کے ساتھ نیکی و احسان کا اور میں پیدا ہوا تو سلامتی کے ساتھ اور مردوں کا تو سلامتی کے ساتھ اور قبر سے اٹھوں گا تو سلامتی کے ساتھ۔ حالانکہ وہ لوگ حضرت مریم سے کہہ رہے تھے کَیْفَ نَمْلَکُھُ مَنْ کَانَ فِی الْہَیْذِ صَبِیْکَ ہم اس بچے سے کیسے کلام کریں جو پچھوڑے میں پڑا ہوا ہے لہذا تیرا یہ کہنا کہ اس بچے سے دریافت کر لو خلاف عقل و دانش ہے لیکن حضرت مسیح نے اس فصیح و بلیغ کلام کے ساتھ ان کو مہوت کر دیا اور والدہ ماجدہ کی پاکدامنی ظاہر کرنے کے علاوہ اپنا جلال بھی ظاہر کر دیا اور اسلام نے بتلا دیا جس کا آغاز یہ تھا اس کا انجام اس سے کتنا بلند و بالا ہوگا۔

بجلا الحفاف سے بتائے کتاب مقدس کا بیان کردہ ابتدائی جلال منصب نبوت کے لائق ہے یا قرآن مجید کا۔



مسیح علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ سے شکایت کا الزام

اور دو پہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایللی ایللی لما شیتقی ! یعنی اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا !

(دمتی باب ۲۷-۲۸، مرقس باب ۱۵-۳۳-۳۴)

**تبصرہ:** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس بیان کو منسوب کرنا ہمارے نزدیک خدا تو نے کہیں بھی چھوڑا تو نہیں دیا بلکہ چھوڑ دینے کی وجہ دریافت کی گئی ہے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے، لہذا چھوڑ دیا جاتا تو ان کو تسلیم ہو گیا اور جب خداوند اپنے پیغمبر کو چھوڑ دے اور اس سے منہ موڑے تو پھر لوگوں پر اس کی اتباع و اطاعت کیونکر واجب لازم ہو سکتی ہے؟ اور جب حضرت مسیح کے بیٹے ان کے اقرار کے مطابق خدا کی نصرت و امداد اور تعاون و اعانت ہی ختم ہو گئی تو قوم نصاریٰ ان کو امور کائنات کا دبّر و متصرف کیونکر مانتی ہے کیا یہ حضرت مسیح کے اس آخری اقرار و اعتراف کا کھلا مذاق نہیں ہے؟ اور کیا یہ وحی ربانی ہے یا مفلوظ مسیح اس کو انجیل میں درج کر کے کلام خدا ثابت کرنے کا کیا جواز ہے؟

مگر اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ حضرت مسیح بذات خود نہ نبی پر چڑھائے گئے نہ انہوں نے کوئی ایسا کلمہ کہا اور نہ اللہ تعالیٰ سے پھوڑ دینے شکوہ۔ لہذا اس الزام سے بالکل مبرا و منزه ہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد و رسل کرام بلکہ مومنین کے ساتھ ہوتی ہے اور انکی رضامندی کے بغیر اس قسم کے ابتلاات نہیں آئے فرمان خداوند تعالیٰ ہے: اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَيُؤْتِيَنَّهُمُ الْاَشْهَادُ۔ بیشک ہم البتہ اپنے رسولوں کی امداد کرتے ہیں اور ایمان والوں کی دنیاوی زندگی میں بھی اور جس دن گواہ قائم ہوں گے یعنی روز قیامت میں اور اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی امداد فرمائی اور ان کو سہماں پر اٹھالیا۔ قُلْ تَعَالٰی يَوْمَاقْتُلُوْهُ يُقَيِّمُا بِل رَفْعِہُ اللہ الیہ۔ یقیناً یہود نے حضرت

عینی کو قتل نہیں کیا (اور نہ ہی سولی چڑھایا بلکہ ان کی شہید یہود اور پر ڈال دی گئی اور دُبی سولی چڑھایا گیا نہ کہ عینی) بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور یہ صرف مذہبِ اسلام اور بانیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا کا نام ہے کہ انہوں نے حضرت عینی علیہ السلام سے اس الزام و اتہام اور بدنامی کے داغ کو دُور کیا اور حقیقتِ حال سے پردہ اٹھا کر عظمتِ صریح کو اجاگر فرمایا اور خود حضرت عینی علیہ السلام کو بھی اس کا علم تھا جیسے کہ انجیل برنیاس میں اس کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا ”داغ بدنامی محمد رسول اللہ دھوئیں گے۔“

پس جبکہ آدمیوں نے محمد کو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہا تھا مگر یہ کہ میں خود دُنیا میں بے گناہ تھا اس لئے اللہ نے ارادہ کیا کہ اس دُنیا میں آدمی یہوداہ کی موت سے محمد سے ٹھٹھا کریں یہ خیال کر کے کہ وہ نہیں ہی ہوں جو کہ صلیب پر مرا ہوں تاکہ قیامت کے دن شیطان مجھ سے ٹھٹھا نہ کریں اور یہ بدنامی اس وقت باقی رہے گی جب کہ محمد رسول اللہ آئے گا جو کہ آتے ہی اس فریب کو ان لوگوں پر کھولی دے گا جو کہ اللہ کی شریعت پر ایمان لائیں گے۔

(انجیل برنیاس فصل نمبر ۲۰ ص ۲۹ اہمیت نمبر ۱۹۲)

اور اس نے ان لوگوں میں سے بہتوں کو ملامت کی جنہوں نے اعتقاد کیا تھا کہ وہ (مسیح) مر کر پھر جی اٹھا ہے۔ یہ کہتے ہوئے کہ آیا تم مجھ کو اور اللہ دونوں کو جھوٹا سمجھتے ہو۔ ایسے کہ اللہ نے مجھے بہہ فرمایا ہے کہ میں دنیا کے خاتمہ کے کچھ پہلے تک زندہ رہوں جب کہ میں نے ہی تم سے کہا ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں نہیں مرا ہوں بلکہ یہود و انہیں مر رہے (تا) پھر اس کو چاروں فرشتے ان لوگوں کی آنکھوں سے سامنے آسمان کی طرف اٹھالے گئے۔

(فضل نمبر ۲۲ ص ۳۷)

الغرض قرآن مجید کے بیان نے جب بنیاد ہی ختم کر دی اور انجیل پر نبیاس نے اس کی تائید اور تصدیق کر دی تو اب اس کلام کا بطلان روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کیونکہ جو سُولی پر چڑھائے ہی نہیں گئے تو خدا تعالیٰ سے چھوڑ دینے کے شکوے کا کیا معنی؟ اور اسی طرح سُولی چڑھانے سے قبل جو جھک آ میرا اور سر اسر تو ہیں و تعقیر پر مشتمل بیان اناجیل میں درج ہے وہ بھی باطل محض اور خلافِ واقع ٹھہرا اور ثابت ہو گیا



کہ اسلام اور بانی اسلام ہی تمام انبیاء اور بالخصوص حضرت مسیح کی عظمت کا پاسبان ہے۔ اور کتاب مقدس اور اناجیل اربعہ نے ان کی ہجک اور امانت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

## انبیاء سابقین کی توہین کا الزام

پس شروع نے ان سے پھر کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے۔ سب چور اور ڈاکو ہیں مگر بھیڑوں نے ان کی ٹیک نہ سنی دروازہ میں ہوں اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائیگا۔

(یوحنا باب ۱۰۔ ۹ تا ۱۱)

**تبصرہ:** حضرت مسیح جو عجز و انکار کا اس حد تک مظاہرہ کرتے رہے کہ حضرت یوحنا سے جا کر پتھر لے لیا وہ بلا تخصیص سب پیغمبروں کو جو بھی ان سے پہلے آئے چور اور ڈاکو کہیں کسی انسانی عقل کو یہ بات قابل قبول ہو سکتی ہے۔ ہر پہلے پیغمبر پر ایمان لانا اور اس کا احترام کرنا پچھلے پیغمبر پر لازم ہوتا ہے اور خدا کے مرسل ہونے کے ناطے وہ باہمی طور پر بھائی ہوتے ہیں لہذا ان کی تحقیر اور توہین کرنے کا نہ تو شرعاً کوئی جواز ہو سکتا ہے نہ اخلاقاً اور عقلاً۔ نیز ان پہلے پیغمبروں میں وہ بھی ہیں جو حضرت مسیح کے آباء و اجداد ہیں مثلاً حضرت داؤد جن کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کو مسیح بن داؤد کہا جاسکتا ہے اور حضرت سلیمان بھی ان کے آباء و اجداد میں سے ہیں اور ان کے آباء و اجداد حضرت مسیح کے بھی آباء و اجداد ٹھہرے۔

لیکن اس کے برعکس پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ان کی کتاب مجید کی تعلیمات تو یہ ہیں اَمَّا اَمَّا بِاللّٰهِ وَ مَلَاٰ نَكْتَبِهٖ وَ كُنْتُمْ لَكَ نَكْتَبِهٖ وَ كُنْتُمْ لَكَ نَكْتَبِهٖ وَ كُنْتُمْ لَكَ نَكْتَبِهٖ۔ رسول گرامی اور تمام مومنین اللہ پر ایمان لائے اور ملائکہ اور اللہ

کی جگہ کتابوں اور رسولوں پر درآئیکہ وہ کہتے ہیں ہم رسولوں میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتے کہ بعض کے ساتھ ایمان لائیں اور بعض کے ساتھ کفر کریں۔ لہذا صاف ظاہر کہ اسلام ہی عصمت اور عظمت انبیاء کا امین ہے اور اسراہیلیت نہ ان کی عصمت کی قائل ہے اور نہ عظمت کی۔



## شریعت کو لعنت اور حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی قرار دینا العیاذ باللہ

اے نادان گلیتو کس نے تم پر امنوں کر دیا۔ تمہاری تو گویا آنکھوں کے سامنے یسوع مسیح صلیب پر دکھایا گیا میں تم سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے شریعت کے اعمال سے رُوح کو پایا یا ایمان کے پیغام سے کیا تم ایسے نادان ہو کہ رُوح کے طور پر شروع کر کے اب جسم کے طور پر کام پورا کرنا چاہتے ہو کیا تم نے اتنی تکلیفیں بے فائدہ اٹھائیں مگر شاید بے فائدہ نہیں پس جو تمہیں رُوح بخشتا ہے اور تمہیں معجزے ظاہر کرتا ہے کیا وہ شریعت کے اعمال سے لیا کرتا ہے؟ یا ایمان کے پیغام سے چنانچہ ابراہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے بیٹے راست بازی لگایا پس جان لو جو ایمان دالے میں وہی ابراہام کے فرزند ہیں اور کتاب مقدس میں پیشتر سے یہ جان کر کہ خدا غیر قوموں کو ایمان سے راستباز ٹھہرائے گا۔ پہلے ہی سے ابراہام کو یہ خوشخبری سنا دی کہ تیرے باعث سب قومیں برکت پائیں گی۔ پس جو ایمان دالے ہیں وہ ایماندار ابراہام کے ساتھ برکت پاتے ہیں کیونکہ جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر قائم نہیں رہتا جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں وہ لعنتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ شریعت کے وسیلے سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راستباز نہیں ٹھہرتا کیونکہ لکھا ہے کہ راستباز ایمان سے جیتا رہے گا اور شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں۔

بلکہ لکھا ہے کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ ان کے سبب سے جیتا رہے گا۔ مسیح جو ہماری لیے لعنتی بنا اس نے ہمیں مَول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے تاکہ یسوع مسیح میں ابراہام کی برکت غیر قوموں تک پہنچے اور ہم ایمان کے وسیلے سے اس رُوح کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہوا ہے۔

(دکھنوں باب ۳-۱۲ تا ۱۴)

**تبصرہ:** سب سے پہلے پس رسول کی اس گواہی فانی پر غور کریں جو شریعت

کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں اگر اعمال شریعت کو سبب نجات اور ذریعہ خلاص سمجھنا موجب لعنت ہے تو اللہ تعالیٰ انہما سابقین بالخصوص حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے ذریعے ان اعمال کا مکلف ٹھہرایا ہی کیوں؟ مستحق رحمت بنانے کے بیٹے یا مستحق لعنت بنانے کے لئے۔

۲۔ دوسرے غیر پردہیل اور دعویٰ کی مطابقت پر غور کرنا ضروری ہے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ اعمال شریعت پر تکیہ کرنا موجب لعنت ہے اور دلیل یہ ہے کہ جو شریعت کی کتاب میں مندرج باتوں پر قائم نہیں رہتا وہ لعنتی ہے۔ کہل اعمال شریعت پر تکیہ کا موجب لعنت ہونا اور کہل اعمال شریعت پر قائم نہ رہنے کی وجہ سے لعنتی ہونا۔ اگر رسول کے استدلال میں اس قدر بے عقلی کا درجہ ہے تو اُمت کے استدلالات کا کیا کہنا کیا جو ایمان پر قائم نہ رہے وہ لعنتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو نہ اعمال شریعت ضروری رہے اور نہ ایمان لہذا عقیدہ و عمل دونوں کی چھٹی ہوتی اور اگر لعنتی ہے اور یقیناً ہے تو پھر جس کے اوپر قائم نہ رہنا موجب لعنت ہو اس پر قائم رہنا اور تکیہ کرنا بھی موجب لعنت ہو لہذا ایمان بھی موجب لعنت ٹھہرا۔

۳۔ تیسری چیز یہ قابل غور ہے کہ شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں حالانکہ ہر شریعت اپنے اپنے ایمان و اخلاص اور احسان کا حکم دیتی ہے اور بعد ازاں اعمال کا گویا شریعت بھی قوی اور بدی اعمال کا مجبور ہوا کرتی ہے اس کے متعلق یہ دعویٰ کہ شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں سراسر مغرورانہ بیاد بات ہے اور عیسائیوں کے بیٹے بد عملی کی فضا سازگار کرنے کی مذموم کوشش۔

۴۔ دل چوتھا امر جو زیادہ توجہ کا محتاج ہے وہ ہے حضرت مسیح کا لعنتی بنا لینی وہ عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ بن کر سُنی چڑھ گئے اور لعنتی ہو گئے العیاذ باللہ۔ جو امت اپنے نبی کو بلکہ جو بندے اپنے خدا کو لعنتی سمجھیں ان سے بڑھ کر بھی کوئی لعنتی اور ماندہ درگاہ ہو سکتا ہے۔ سُنی پر گناہگار بھی چڑھتے رہتے ہیں اور بے گناہ بھی اسی طرح قتل و فحاشی کا نشانہ دونوں قسم کے لوگ بنتے رہتے ہیں اس سے حضرت عیسیٰ کے لعنتی ہونے پر استدلال کیونکر درست ہو سکتا ہے۔



(۴) کیا وہ عیسائیوں کے گناہوں کے لیے دُعا اور سفارش نہیں کر سکتے تھے صرف مصلوب ہونے ہی اس خلاصی اور کفارہ کا واحد ذریعہ تھا۔ اگر دوسرے عظیم معجزات اور خوارقِ عادت کیلئے ان کی دُعا اور قلبی توجہ کافی ہو گئی تھی تو یہ کام بھی اسی ذریعہ سے ہو سکتا تھا۔ آخر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اپنی اُمت کی خلاصی کا سامان کریں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اُمت کا ہر اُمت اپنے نبی سے بہر حال یہ توقع رکھتی ہے مگر نہ مصلوب ہونا لازم تھی ہے اور نہ لعنت کے لفظ کی غلاظت سے ان کے گھر و دامن کو ہی آلودہ تصور کرتی ہے سو عیسائیوں کے دُنیا میں کسی اُمت کا اپنے نبی کے متعلق یہ عقیدہ نہیں۔

تو ہم کیوں نہ یہ کہیں کہ یہ بدترین دشمنی ہے اور یہودی جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دشمن ہونے کے باوجود نہ کر سکے وہ ان غلصین نے دوستی کے روپ میں کر دکھلایا۔

(۵) حضرت عیسیٰ بقول نصاریٰ اللہ کے بیٹے ہیں اور بیٹے کا مصلوب ہونا باپ کی مرضی اور حکم کے بغیر نہیں ہو سکتا تو پھر جو کفارہ نبی اس کا حشر تو یہ کیا گیا جس نے یہ کفارہ دیا اذراہ نوازش اس کا جہدِ شکر بھی تباہ دیتے کہ کیا ہے؟

(۶) نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کو کفارہ بنایا اور ظاہر ہے جو چیز بطور کفارہ دی جاتی ہے وہ درجہ و مرتبہ میں اور پیار و محبت میں اس سے کم ہوتی ہے جس کی طرف سے وہ کفارہ اور صدقہ بنتی ہے جیسے بیٹے کی بیماری میں صدقہ بیٹے کی نسبت لہذا اس عقیدہ سے لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ کو اتنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پیار نہیں جتنا کہ عیسائی قوم سے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

لیکن اس کے برعکس اسلام اور قرآن نے ان کو نہ سُولی پر لٹکایا جانا تسلیم کیا اور نہ ان کا لعنتی ہونا نفوذ باللہ بلکہ ان کا زندہ و سلامت اسمان پر اُٹھایا جانا بیان کیا اور ان کے عوض یہود اسکر یوطی کا شبیہ عیسیٰ بن کر سُولی پر چڑھایا جانا اور اپنے کفر کو زار تک پہنچایا جانا ثابت کیا اور حضرت عیسیٰ کا دُنیا و آخرت مرتبہ و مقام بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے کہا وَجِئْهَا فِي النَّارِ اِلٰلَاحِزَۃٍ وَ مِنْ اَلْمُصْرَبِیْنَ۔ وہ دُنیا و آخرت میں آبرو مند ہیں اور مقربانِ بارگاہِ خداوند سے ہیں۔

خدا را انصاف کیا پولس اور اس کے متبعین اور کتاب مقدس نے دامنِ مسیح سے ہر گرد و غبار کو دُور کیا ہے یا اسلام نے؟ اور کیا پولس اور اس کے ہمناؤں نے حضرت مسیح کی جی بھر کر گستاخی کی ہے یا اہل اسلام نے؟ یقیناً اور یقیناً اسلام اور ربانی اسلام اور آپ کا قرآن ان کی عظمت کے پرچارک ہیں اور ان پر سے داغِ بدنامی دُور کر نوالے اور پولس اس کے متبعین اور کتاب مقدس ہر ممکن طریقہ سے ان کو مورد الزم و اتہام ٹھہرانے والے چ



صاحبان ذوق و محبت اور باب فکر و نظر

## مژدہ جالفر آ

سیرت انسبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ کے

بہار آفین تسلیم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار  
درود و سوز اور تحقیق و آگاہی سے معمور تصنیف

ضیاء الابی

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی۔ پاکستان

## خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ دہلوی پتی کا عظیم شاہکار

## تفسیر مظہری

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ضیاء المصنفین بمبیرہ شریف نے اپنے  
نامور فضلاء سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

مشہور و معروف محدث و مفسر حافظ غلام الدین ابوالقداء ابن کثیر کا عظیم شاہکار

## تفسیر ابن کثیر

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بمبیرہ شریف نے  
اپنے نامور فضلاء علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری،  
علامہ محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

ان شاء اللہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

جلد اس علمی کارنامے کو مقصد شہود پر لانے کا شرف حاصل کرے گا۔



قرآن کتاب ہدایت ہے  
 قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے  
 قرآن ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے  
 قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں  
 پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری کی معرکہ آرا تفسیر

# ضیاء القرآن

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ ہے

توجہ! جس کے ہر لفظ میں احجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے۔  
 تفسیر: انبیاء کے لیے درود سوز کا ارمغان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان



امام ابن عربین شریف الطائفة ابو الحسنات

زید محمد

محمد اشرف سیالوی

کی قابل قدر تصانیف

تحفة  
حليبية

كوثر  
الخيبرات

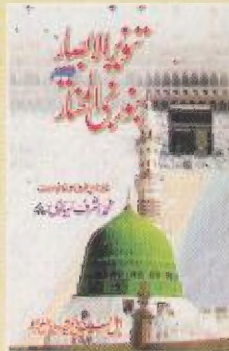
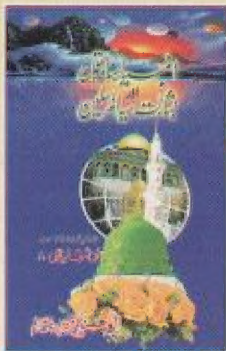
جاء  
الصدور

متعہ  
اور اسلام

## گلشن توحید و رسالت

بداية المتذنب الحيران في الاستغناء بالولياء الرحمان

منظرہ جھنگ



ایمان و سیرت و عبادت و اخلاق و فقه و شریعت

Phone:0541-634759

Printed By:

Maktaba Jamal-Karam Lahore Ph: 042 7324948